عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد:۳۶ | ۵ تا ۱۱ر رمضان ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ر جون ۲۰۱۷ء | شمارہ:۲۱

ام المؤمنین
خدیجۃ الکبریٰ
فضائل ومناقب

رمضان المبارک
احکام و مسائل

روزہ کی اہمیت و فضیلت

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

اپنی زندگی میں جائیداد بچوں میں تقسیم کرنا

س:......میں ایک بیوہ عورت ہوں اور میرے پاس کچھ زیور ہے جو میں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں میں زندگی میں تقسیم کرنا چاہتی ہوں، کیا اس تقسیم میں بھی بیٹوں کو دوگنا دینا ہوگا بیٹیوں کے مقابلہ میں یا سب میں برابر برابر تقسیم کروں؟ اس بارے میں رہنمائی فرمادیں۔

ج:......اگر ماں یا باپ زندگی میں ہی اپنی اولاد کو کچھ دینا چاہیں تو یہ ہدیہ اور ہبہ ہوتا ہے، وراثت نہیں ہوتا اور اس طرح دینے میں لڑکی اور لڑکا دونوں برابر ہوں گے، کیونکہ اولاد کو دینے میں شرعاً برابری کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ افضل ہے:

”رجل له ابن وابنة واراد ان یهب لهما شیئاً فالافضل ان یسوی بینهما“ (عیون المسائل فی فروع الحنفیۃ، ص:۱۳۹)

اور اگر میراث کے اصول کو مدنظر رکھ کر لڑکی کو لڑکے کی نسبت آدھا دیا تب بھی گنجائش ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ

س:......کیا شعبان کی پندرھویں تاریخ کو کوئی قضا روزہ رکھا جاسکتا ہے یا نفلی روزہ ہی رکھنا ضروری ہے؟

ج:......شعبان کی پندرھویں تاریخ کا روزہ مستحب ہے، واجب یا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی اپنا قضا روزہ رکھنا چاہے تو وہ رکھ سکتا ہے۔

اشراق اور چاشت کے اوقات

س:......اشراق اور چاشت کی نماز کا وقت کیا ہے اور کم از کم کتنی رکعات ادا کرسکتے ہیں؟

ج:......اشراق کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد جب کچھ بلند ہوجائے تو شروع ہوجاتا ہے اور اس کے بعد چاشت کے نوافل بھی پڑھ سکتے ہیں، چاشت کا وقت زوال تک رہتا ہے۔ ان کی کم از کم تعداد دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہے۔ رکعت دو، دو کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

مطلقہ بیوی کا طلاق کو نہ ماننا جہالت ہے

س:......میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور طلاق نامہ بھی لکھ دیا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ مجھے مجبور کررہی ہے دوبارہ گھر بسانے پر حالانکہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور وہ کہتی ہے کہ میں طلاق وغیرہ کو نہیں مانتی۔ لہٰذا آپ میری راہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ چونکہ اپنی بیوی کو زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے چکے ہیں، اس لئے آپ کی بیوی اب ہمیشہ کے لئے آپ پر حرام ہوچکی ہے۔ آئندہ آپ دونوں کا نکاح نہیں ہوسکتا، اگر اب ساتھ رہے تو یہ نکاح نہیں زنا اور بدکاری ہوگا۔ ہاں اگر عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ شادی کرے اور دوسرا شوہر ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے بعد اپنی بیوی کو از خود طلاق دے دے یا اس کا انتقال ہوجائے تو یہ عورت اس کی بھی عدت گزارے۔ عدت پوری کرنے کے بعد یہ عورت تیسری جگہ نکاح کرسکے گی اور اگر چاہے تو پہلے شوہر سے بھی کرسکتی ہے۔ اس کو شریعت میں حلالہ کہا جاتا ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد اور حکم ہے جو کہ قرآن مجید میں بیان ہوا۔ باقی آپ کی مطلقہ بیوی کا طلاق اور طلاق نامہ کو نہ ماننا جہالت ہے ایسا کرنے سے طلاق واپس یا ختم نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۵تا۱۱رمضان۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا۷رجون۲۰۱۷ء شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ڈپٹی چیئرمین سینیٹ پر حملہ کی مذمت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان المبارک... احکام ومسائل	۷	مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
روزہ کی اہمیت وفضیلت	۱۰	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۶	" " " "
سکھ مذہب سے دین اسلام تک (۲)	۱۹	خالد محمود، سابق یونگل کندن
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۳۶)	۲۵	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

فی شمارہ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

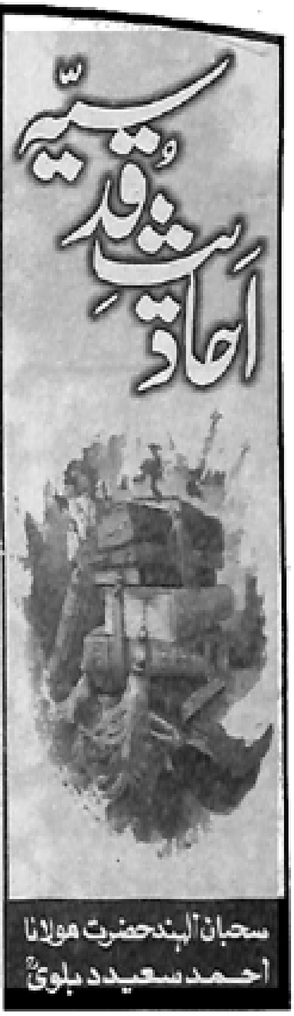

بیمار کی عیادت اور مصائب پر صبر

حدیث قدسی۱۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جب میں کسی بندے کی مغفرت کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک اس کے بدن کو بیماریوں میں مبتلا کر کے اور اس کے رزق کو تنگ کر کے ان تمام گناہوں کا بدلہ نہیں لے لیتا جو اس کی گردن پر ہیں۔ (رزین) یعنی دنیا ہی میں مصائب بھیج کر اس کو پاک صاف کر دیتا ہوں۔ معاش کی تنگی اور بیماریوں میں مبتلا کر کے اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں اور وہ دنیا سے پاک ہو کر جاتا ہے اور بدون کسی عذاب کے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

حدیث قدسی۱۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ عرض کرے گا: الٰہی! تیری عیادت کس طرح کرتا تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو البتہ مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! تجھ کو کس طرح کھانا کھلاتا، حالانکہ تو تو رب العالمین ہے، ارشاد ہوگا: تجھے خبر نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا اور تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھلا دیتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو نے مجھ کو پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا: تجھے پانی کس طرح پلاتا؟ تو تو رب العالمین ہے، ارشاد ہوگا کیا تو نہیں جانتا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کا ثواب میرے پاس حاصل کرتا۔ (مسلم)

یہ جو بندہ کہے گا کہ تو رب العالمین ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو تو بیماری، بھوک اور پیاس سے پاک ہے دو باتوں میں تو ثواب کا ذکر کیا، یعنی بھوکے کو کھانا کھلاتا اور پیاسے کو پانی پلاتا تو اس کا ثواب ہمارے پاس موجود ہوتا اور آج ہم تجھ کو ثواب دیتے، لیکن بیمار کے ذکر میں اپنا قرب بیان کیا۔ یعنی اگر بیمار کی بیمار پرسی کرتا تو ہم کو اس کے پاس پاتا، یعنی بیماری ایسی مصیبت ہے کہ اللہ تعالیٰ بیمار بندے کے قریب ہی رہتا ہے بشرطیکہ بندہ صابر ہو۔

اقامت

س:..... کیا یہ ضروری ہے کہ جو اذان دے، وہی اقامت کہے؟

ج:..... ضروری تو نہیں ہے لیکن پہلا حق اقامت کہنے کا موذن ہی کو حاصل ہے، البتہ اس کی غیر موجودگی میں اور اس کی موجودگی کے وقت بھی اس کی اجازت سے دوسرا نمازی بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔ نیز اگر اقامت کہنے والا کوئی نمازی ایسا نہ ہو کہ اقامت کہہ سکے تو نماز پڑھانے والے امام صاحب بھی اپنی جگہ کھڑے رہتے ہوئے اقامت کہہ سکتے ہیں۔

س:..... اقامت کہنے کے لئے کیا کوئی جگہ متعین ہے؟

ج:..... اقامت امام صاحب کے پیچھے پہلی صف میں کھڑا ہونے والا موذن یا مکبر کہہ سکتا ہے۔ لیکن وقتی ضرورت کے اعتبار سے اس کی جگہیں تبدیل بھی ہو سکتی ہیں۔ کسی بھی صف کے دائیں بائیں یا درمیان سے اقامت کہی جا سکتی ہے۔ اقامت کہنے کے بعد نماز کی حالت میں امام صاحب کی اقتدا کرتے ہوئے مجمع تک آواز پہنچانے کے لئے ان ہی الفاظ میں تکبیر کہی جا سکتی ہے۔ صرف ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' جب امام صاحب کہیں تو مکبر ''ربنا لک الحمد'' کہے گا۔

س:..... کیا اذان کی طرح پنج وقتہ نمازوں اور جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی بھی دوسری نماز میں جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے، اقامت کہنا بھی منع ہے؟

ج:..... جی ہاں! پنج وقتہ نمازوں اور جمعہ کی نماز کے علاوہ دونوں عیدوں کی نمازوں میں، نماز جنازہ، نماز استسقاء، نماز کسوف اور خسوف کی جماعتوں کے وقت اذان کی طرح اقامت بھی نہیں کہی جاتی۔

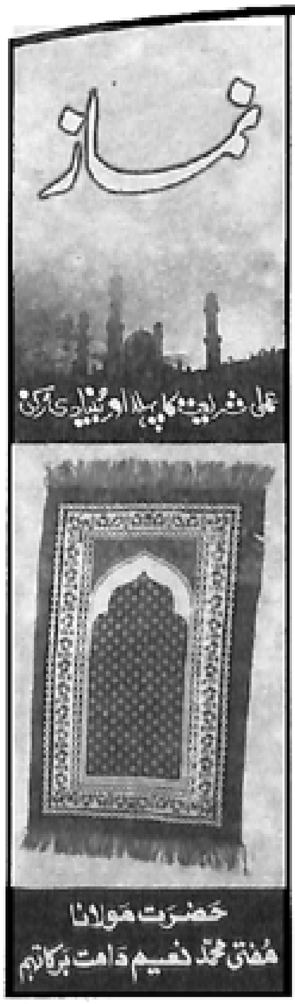

محمد اعجاز مصطفیٰ

ڈپٹی چیئرمین سینیٹ پر حملہ کی مذمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جمعیت علماء اسلام کے صد سالہ عالمی اجتماع کی ہر اعتبار سے کامیابی نے جہاں اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں مغربی قوتوں اور دین دشمنوں کے پھیلائے گئے کئی خدشات واعتراضات کا مثبت اور مسکت جواب دے دیا تھا، وہاں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ پاکستان اب بھی اسلام کا قلعہ اور یہاں کی عوام دین، مذہب اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خواہاں ہے، اسی طرح اس اجتماع سے دنیا کو یہ پیغام بھی ملا کہ جمعیت علماء اسلام ہی وہ واحد نظریاتی جماعت ہے جو دلیل کی بنیاد پر بات کرتی ہے اور تمام باشندگانِ پاکستان کی یہ واحد نمائندہ جماعت ہے جو پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہے۔ اس لئے پاکستان میں امن کی دشمن لابیوں نے نئی صف بندی شروع کردی اور انہوں نے اس جماعت کے قائدین پر ایک بار پھر سفاکانہ اور دہشت گردانہ حملے شروع کردیئے:

”اخباری اطلاعات کے مطابق کوئٹہ سے ۵۰ کلومیٹر دور مستونگ میں ڈپٹی چیئرمین سینیٹ اور جے یو آئی کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری کے قافلے پر خودکش حملے میں ۳۰ افراد شہید اور عبدالغفور حیدری سمیت ۳۷ زخمی ہوگئے، کئی گاڑیاں تباہ ہوگئیں، جاں بحق ہونے والوں میں مولانا عبدالغفور حیدری کا اسٹاف افسر، ڈرائیور اور جے یو آئی کوئٹہ کے نائب امیر بھی شامل ہیں۔ دھماکے سے متعدد گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے، مستونگ اور کوئٹہ کے اسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کردی گئی، جمعہ کے روز مستونگ کے کلی غلام پڑنگ آباد میں مولانا عبدالغفور حیدری، مدرسہ میں فارغ التحصیل طالبات کے لئے شال پوشی کانفرنس سے خطاب کے بعد واپسی کے لئے مدرسے کے باہر گاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ خودکش حملہ آور نے قافلے سے موٹر سائیکل ٹکرادی، شدید زخمیوں کو سی ایم ایچ کوئٹہ منتقل کردیا گیا، جاں بحق ہونے والوں میں عبدالغفور حیدری کے اسٹاف افسر افتخار مغل، ڈرائیور اور جے یو آئی ضلع کوئٹہ کے نائب امیر حافظ قدرت اللہ لہڑی بھی شامل ہیں.... وزیر داخلہ بلوچستان سرفراز بگٹی نے کہا ہے کہ مستونگ دھماکے کی تحقیقات جاری ہیں، حملہ آور کا ڈی این اے ٹیسٹ کیا جائے گا، کمانڈر سدرن کمانڈ لیفٹیننٹ جنرل عامر ریاض نے سی ایم ایچ کوئٹہ میں ڈپٹی چیئرمین سینیٹ و دیگر زخمیوں کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کی دعا کی، وزیر اعلیٰ نواب ثناء اللہ زہری کی ہدایت پر صوبائی سیکریٹری صحت عصمت اللہ کاکڑ نے بھی زخمیوں کو بہتر علاج فراہم کرنے کے اقدامات کے جائزہ لینے کے لئے ہسپتالوں کا دورہ کیا....“ (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۱۳ رمئی ۲۰۱۷ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ و حضرت مولانا عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب اور دیگر حضرات نے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب پر دہشت گردانہ حملے کی بھرپور مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس سانحہ کی جلد از جلد

تحقیقات کو مکمل کر کے اس کے کرداروں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔

پاکستانی عوام بڑی باریک بینی سے جائزہ لے رہی ہے کہ اگر کسی قوال یا گویئے یا بے دین شخص پر کوئی حملہ ہوتا ہے تو انتظامیہ اوپر سے نیچے تک متحرک اور الرٹ ہوجاتی ہے۔ ان کے قاتل، سہولت کار اور تعاون کرنے والے سب بہت جلد منظر عام پر آجاتے ہیں اور ان کو سزائیں بھی ہوجاتی ہیں، لیکن اگر کسی عالم دین یا مذہبی شخصیت پر کوئی حملہ ہوتا ہے تو اس کے قاتلوں کو پکڑنا تو دور کی بات ہے، ایسے سانحات کو ہی چند دنوں کے بعد ذہنوں اور منظر عام سے بالکل محو کرادیا جاتا ہے۔

کیا کہا جائے کہ علماء اور دینی طبقہ اس ملک کے باسی نہیں؟ کیا ان کے کوئی حقوق نہیں؟ آخر ارباب اقتدار روزِ محشر احکم الحاکمین کے سامنے کیا جواب دیں گے؟

حکمرانوں اور ارباب اختیار کو یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، صرف عالم اور جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکریٹری نہیں، بلکہ آپ کے سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین بھی ہیں اور ان پر حملہ براہِ راست حکومتی ایوانوں کو نشانہ بنانا ہے۔ کل کا مورخ یہ نہیں لکھے گا کہ مولانا عبدالغفور حیدری پر حملہ ہوا، بلکہ وہ کہے گا کہ ایوانِ بالا کے نائب پر حملہ ہوا تھا اور حکومت اتنا بے بس تھی کہ وہ ان پر حملہ آوروں کو نہیں پکڑ سکی۔

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب کے اس بیان میں بڑا وزن ہے کہ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو بلٹ پروف گاڑی اور سیکورٹی مہیا نہ کرنا خود سوالیہ نشان ہے۔

’’اس موقع پر صدر ممنون حسین اور وزیراعظم نواز شریف نے مستونگ میں ڈپٹی چیئرمین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری کے قافلے پر حملے میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے زخمیوں کو بہترین طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہدایت کی، انہوں نے مولانا عبدالغفور حیدری سمیت دیگر زخمیوں کی جلد صحتیابی، شہداء کے درجات کی بلندی اور سوگوار خاندانوں کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ صدر مملکت نے حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پوری قوم دہشت گردی کا جوانمردی سے مقابلہ کررہی ہے، سیکورٹی فورسز پورے ملک میں دہشت گردوں کا پیچھا کررہی ہیں، آخری دہشت گرد کے خاتمہ تک کارروائیاں جاری رکھی جائیں گی۔ وزارت داخلہ کے مطابق وزیر داخلہ چوہدری نثار نے دھماکا کی شدید مذمت کرتے ہوئے مولانا عبدالغفور حیدری سے خیریت دریافت کی جبکہ ایف سی اور بلوچستان پولیس سے واقعہ کی رپورٹ طلب کرلی ہے۔ جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے مستونگ میں عبدالغفور حیدری پر ہونے والے خودکش حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس واقعہ کو پاکستان میں جے یو آئی کی امن کاوشوں پر حملہ قرار دیا ہے، انہوں نے پارٹی کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل مولانا امجد خان سے گفتگو اور ٹیلیفون پر جماعت کے ذمہ داروں سے اس واقعہ کی تفصیلات بھی معلوم کیں، مولانا فضل الرحمن نے پارلیمنٹ لاجز میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملہ شکست خوردہ عناصر کی کارروائی ہے جو ملک کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں، ہم پاکستان، آئین پاکستان، جمہوریت اور قانون کی بالادستی کے ساتھ کھڑے ہیں اور اپنا سفر جاری رکھیں گے، تمام مکاتب فکر کے علماء کرام مسلح جدوجہد کو مسترد کرچکے ہیں، مستونگ واقعہ کے خلاف اتوار کے روز پورے ملک میں یوم سوگ اور یومِ احتجاج منایا جائے گا۔ دریں اثناء وزیر مملکت برائے اطلاعات ونشریات مریم اورنگزیب نے تعزیتی پیغام میں کہا کہ دہشت گردوں کا کوئی دین اور مذہب نہیں ہے، دہشت گردی کے خاتمے تک چین سے نہیں بیٹھیں گے، دہشت گردی کے عفریت کو ختم کرنے کے لئے پاکستانی عوام کا جذبہ قربانی دنیا میں بے مثال ہے۔ چیئرمین سینیٹ رضا ربانی، قائد ایوان سینیٹ راجہ ظفر الحق اور قائد حزب اختلاف اعتزاز احسن نے دھماکے کی شدید مذمت کرتے ہوئے شہداء کے لئے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر کی دعا کی.....‘‘ (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۱۳؍مئی ۲۰۱۷ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس سانحہ میں شہید ہونے والوں کی مغفرت فرمائے، ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے زخمیوں کو جلد از جلد صحتیابی سے ہمکنار فرمائے اور پاکستان کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

رمضان المبارک احکام ومسائل

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا فرض ہے۔ جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے مسلمان نہیں رہتا اور جو اس فرض کو ادا نہ کرے وہ سخت گناہ گار فاسق ہے۔

روزہ کی نیت:

نیت کہتے ہیں دل کے قصد وارادہ کو، زبان سے کچھ کہے یا نہ کہے۔

روزہ کے لئے نیت شرط ہے، اگر روزہ کا ارادہ نہ کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: رمضان کے روزے کی نیت رات سے کرلینا بہتر ہے اور رات کو نہ کی ہو تو دن کو بھی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک کرسکتا ہے؛ بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) کان اور ناک میں دوا ڈالنا، (۲) قصداً منہ بھر قے کرنا، (۳) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا، (۴) عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہوجانا، (۵) کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادۃً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ، (۶) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا، بیڑی، سگریٹ، حقہ پینا اسی حکم میں ہیں، (۷) بھول کر کھا پی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھا پی لیا، (۸) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی، (۹) دن باقی تھا؛ مگر غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے، روزہ افطار کرلیا۔

تنبیہ: ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے، کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

(۱۰) جان بوجھ کر بدون بھولنے کے بی بی سے صحبت کرنے یا کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا بھی لازم ہوتی ہے اور کفارہ بھی۔

کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے ورنہ ساٹھ روزے متواتر رکھے، بیچ میں ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے کرنے پڑیں گے اور اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے۔ آج کل شرعی غلام یا باندی کہیں نہیں ملتے: اس لئے آخری دو صورتیں متعین ہیں۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں؛ مگر مکروہ ہوجاتا ہے:

(۱) بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا کوئلہ سے دانت صاف کرنا بھی روزہ میں مکروہ ہیں۔

(۲) تمام دن حالت جنابت میں بغیر غسل کئے رہنا۔

(۳) فصد کرانا، کسی مریض کے لئے اپنا خون دینا جو آج کل ڈاکٹروں میں رائج ہے یہ بھی اس میں داخل ہے۔

(۴) غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہر حال میں حرام ہے، روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔

(۵) روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان کو ہو یا کسی بے جان چیز کو یا جاندار کو، ان سے بھی روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا!

(۱) مسواک کرنا۔ (۲) سر یا مونچھوں پر تیل لگانا۔ (۳) آنکھوں میں دوا، یا سُرمہ ڈالنا۔ (۴) خوشبو سونگھنا۔ (۵) گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا۔ (۶) کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (۷) بھول کر کھانا پینا۔ (۸) حلق میں پانی ڈالنا یا بلاقصد چلا جانا۔ (۰۱) خود بخود قے آجانا۔ (۱۱) سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہوجانا۔ (۱۲) دانتوں میں سے خون نکلے؛ مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔ (۱۳) اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی نیت کرلی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔

وہ عذر جن سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے:

(۱) بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو، یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بعد رمضان اس کی قضا لازم ہے۔

(۲) جو عورت حمل سے ہو اور روزہ میں بچہ کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے، بعد میں قضا کرے۔

(۳) جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا، تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے۔

(۴) مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لئے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر اگر کچھ تکلیف ودقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے اگر خود اپنے آپ کو یا اپنے ساتھیوں کو اس سے تکلیف ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہے۔

(۵) بحالت روزہ سفر شروع کیا تو اس روزہ کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے، اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت واپس آ گیا جب کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہو یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کر لے۔

(۶) کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس کے لئے توڑ دینا جائز ہے پھر قضا کر لے۔

(۷) کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز؛ بلکہ واجب ہے اور پھر اس کی قضا لازم ہوگی۔

(۸) عورت کے لئے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض ونفاس والی عورت جن کے لئے رمضان میں روزہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں، سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضا:

(۱) کسی عذر سے روزہ قضا ہو گیا تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں، قضا روزوں میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔

(۲) اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت نہ پائے کہ جس میں قضا شدہ روزے ادا کرے تو قضا اس کے ذمہ لازم نہیں۔ سفر سے لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں، اتنے ہی کی قضا لازم ہوگی۔

سحری

روزہ دار کو آخر رات میں صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کھانا مسنون اور باعث برکت وثواب ہے۔ نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری کی سنت ادا ہو جائے گی؛ لیکن بالکل آخر شب میں کھانا افضل ہے۔ اگر مؤذن نے صبح سے پہلے اذان دے دی تو سحری کھانے کی ممانعت نہیں؛ جب تک صبح صادق نہ ہو جائے۔ سحری سے فارغ ہو کر روزہ کی نیت دل میں کر لینا کافی ہے اور زبان سے بھی یہ الفاظ کہہ لے تو اچھا ہے: "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔"

افطاری:

آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے، ہاں جب ابر وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے اور تین منٹ کی احتیاط بہر حال کرنا چاہئے۔ کھجور اور خرما سے افطار کرنا افضل ہے اور کسی دوسری چیز سے افطار کریں تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں، افطار کے وقت یہ دعا مسنون ہے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ" اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے: "ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ"

تراویح:

(۱) رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس (۲۰) رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(۲) تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ محلہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ اپنے گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے تو سنت ادا ہو گئی، اگرچہ مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر محلہ ہی میں جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

(۳) تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا بھی سنت ہے۔ کسی جگہ حافظِ قرآن سنانے والا نہ ملے یا ملے! مگر سنانے پر اجرت ومعاوضہ طلب کرے تو چھوٹی سورتوں سے نماز تراویح ادا کریں، اُجرت دے کر قرآن نہ سنیں؛ کیوں کہ قرآن سنانے پر اجرت لینا اور دینا حرام ہے۔

(۴) اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت پڑھ چکا ہے، اس کو دوسری مسجد میں اسی رات تراویح پڑھنا درست نہیں۔

(۵) جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئی ہو تو جب امام وتر کی جماعت کرائے اس کو بھی جماعت میں شامل ہوجانا چاہئے، اپنی باقی ماندہ تراویح بعد میں پوری کرے۔

(۶) قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا، نہ مقتدی کو۔ جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔

اِعتکاف:

(۱) اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں رہے اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہوسکیں (جیسے پیشاب، پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت) مسجد سے باہر نہ جائے۔

(۲) رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر بڑے شہروں کے محلہ میں اور چھوٹے دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے اوپر ترکِ سنت کا وبال رہتا ہے اور کوئی ایک بھی محلہ میں اعتکاف کرے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہوجاتی ہے۔

(۳) بالکل خاموش رہنا اعتکاف میں ضروری نہیں؛ بلکہ مکروہ ہے، البتہ نیک کلام کرنا اور لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہئے۔

(۴) اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں، نماز، تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا یا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔

(۵) جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے، اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا، تو نماز جمعہ کے لئے اندازہ کرکے ایسے وقت مسجد سے نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔ اگر کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے، جب بھی اعتکاف میں خلل نہیں آتا۔

(۶) اگر بلاضرورت طبعی شرعی تھوڑی دیر کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا، خواہ عمداً نکلے یا بھول کر۔ اس صورت میں اعتکاف کی قضا کرنا چاہئے۔

(۷) اگر آخر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو ۲۰/ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تب اعتکاف سے باہر ہو۔

(۸) غسل جمعہ یا محض ٹھنڈک کے لئے غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا مُعتکف کو جائز نہیں۔

شب قدر

چونکہ اس امت کی عمریں بہ نسبت پہلی امتوں کے چھوٹی ہیں؛ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک رات ایسی مقرر فرمادی ہے کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے بھی زیادہ ہے؛ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا؛ تاکہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ احتمال ہے یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں، ۲۹ویں شب۔ اور ۲۷ ویں شب میں سب سے زیادہ احتمال ہے۔ ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت اور توبہ واستغفار اور دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت یا فرصت نہ ہوتو جس قدر ہوسکے جاگے اور نفل نماز یا تلاوتِ قرآن یا ذکر وتسبیح میں مشغول رہے اور کچھ نہ ہوسکے تو عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کرے، حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی رات بھر جاگنے کے حکم میں ہوجاتا ہے، ان راتوں کو صرف جلسوں تقریروں میں صرف کرکے سوجانا بڑی محرومی ہے، تقریریں ہر رات ہوسکتی ہیں، عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

البتہ جو لوگ رات بھر عبادت میں جاگنے کی ہمت کریں، وہ شروع میں کچھ وعظ سن لیں، پھر نوافل اور دعا میں لگ جائیں تو درست ہے۔

☆☆..................☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

روزہ کی اہمیت وفضیلت

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

اسلام ایک جامع اور مکمل شریعت ہے، جس کے اندر مختلف نوع کی عبادتیں ہیں، جن میں سے بعض کا تعلق قول سے ہے؛ جیسے: ذکر، دُعا، دعوت الی الخیر، وعظ و تذکیر اور تعلیم و تعلّم وغیرہ اور بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق فعل سے ہے، خواہ وہ بدنی ہوں، جیسے: نماز یا مالی ہوں، جیسے: زکوٰۃ و صدقات یا بدنی و مالی دونوں ہوں، جیسے: حج اور جہاد فی سبیل اللہ اور بعض عبادتیں وہ ہیں جو نہ قولی ہیں اور نہ فعلی؛ بلکہ ان میں صرف رُکنا پایا جاتا ہے، جیسے: روزہ (اکثر علماء نے روزہ کو عبادتِ بدنی میں شمار کیا ہے۔ اور یہی اقرب الی الصواب ہے؛ کیونکہ کسی چیز سے رُکنا بھی تو ایک فعل اور عمل ہی ہے۔

روزہ کی حقیقت:

عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام روزہ ہے، یہ عبادت اسلام سے پہلے دیگر مذاہب میں بھی کیفیت و کمیت کے فرق کے ساتھ مشروع تھی، جیسا کہ قرآن خود شہادت دے رہا ہے:

"یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔"

ترجمہ: "اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے؛ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

لیکن جس طرح اسلام نے نماز، زکوٰۃ میں جامعیت و مرکزیت پیدا کر کے، انھیں دیگر ادیان و مذاہب کی نماز و زکوٰۃ سے ممتاز بنا دیا۔ اسی طرح سے روزہ کو بھی دیگر مذاہب کے روزوں کے مقابلہ میں اختصاص و امتیاز عطا کیا گیا؛ چنانچہ اسی غرض سے صوم مفروض کو ایک مہینہ کے لئے خاص کیا گیا اور پھر اس کے لئے وہ مہینہ منتخب کیا گیا، جس میں اللہ کی جانب سے مسلمانوں کو دستورِ ہدایت یعنی قرآن مرحمت فرمایا گیا ارشادِ خداوندی ہے:

"شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْآنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْہُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ۔" (البقرہ)

ترجمہ: "رمضان وہ مہینہ ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن جو انسانوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی واضح دلیل اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے؛ لہٰذا جو شخص اس مہینہ کو پائے تو اس کے روزے ضرور رکھے۔"

روزہ کی مصلحتیں:

(۱) ہمیں اس بات پر یقین کامل ہے کہ روزہ کی فرضیت میں بہت سی حکمتیں و مصلحتیں پوشیدہ ہیں، اگرچہ ہمارا نارسا ذہن ان تمام اسرار و حکم اور مصالح تک نہ پہنچ سکے؛ البتہ بعض حکمتیں جو سمجھ میں آ رہی ہیں انھیں یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے خود اپنے وجود پر غور کرنا چاہیے کہ انسان کی اصل حقیقت کیا ہے؟ کیا انسان گوشت و پوست اور ہڈی چمڑے کے اس ظاہری مجموعہ کا نام ہے؟ یا اس کی حقیقت اس ظاہری ڈھانچہ کے علاوہ کچھ اور ہے؟ ظاہر ہے کہ صرف اس ظاہری ڈھانچہ کو انسان کبھی نہیں کہا جا سکتا؛ کیونکہ اس صورت میں انسان سے زیادہ حقیر اور کم درجہ کی کوئی اور مخلوق نہ ہوگی؛ حالانکہ انسان اشرف مخلوقات اور خلاصہ کائنات ہے؛ اس لئے لازمی طور پر یہ ماننا ہوگا کہ انسان اس ظاہری شکل و صورت کا نام ہرگز نہیں ہے؛ بلکہ یہ کسی اور ہی چیز کا نام ہے، جس کی بنا پر وہ تمام مخلوقات میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے، جس کے ذریعہ انسانیت کا وجود متحقق ہوتا ہے تو نفسِ انسانی میں غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ درحقیقت انسان ایک جوہر روحانی کا نام ہے، جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے غور و فکر کی استعداد و صلاحیت پیدا کر رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ نہ صرف سمجھتا بوجھتا ہے؛ بلکہ پوری کائنات پر حکومت کرتا ہے اور اسی امتیازی وصف کی بنا پر مسجودِ ملائکہ بنایا گیا؛ چنانچہ قرآن حکیم اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ۔" (سورہ ص)

ترجمہ: "جب کہا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا۔ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی روح سے تو تم جھک پڑو سجدہ میں۔"

چونکہ خواہشاتِ نفسانیہ کو دبانے سے قوتِ روحانیہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے روزہ میں خواہش بطن و فرج کی شکست و ریخت ہوتی ہے؛ اس لئے لازمی طور پر روحانیت کو قوت و طاقت ملے گی اور اسی جوہر روحانی سے آدمی انسان کہلاتا ہے تو گویا روزہ

کے ذریعہ انسانیت کی تشکیل وتکمیل ہوتی ہے۔

(۲) روزہ سے جہاں روح کو طاقت ملتی ہے، وہیں اس سے بدن کی بھی اصلاح ہوتی ہے؛ اس لئے کہ اکثر امراض معدہ کی خرابی کی بناء پر پیدا ہوتے ہیں (چنانچہ کہا جاتا ہے "المعدۃ ام الامراض" معدہ بیماریوں کی جڑ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ "ما ملأ ابن آدم وعاء شرا من بطنه" انسان کے لئے سب سے خراب بات اپنے شکم کو پر کرنا ہے؛ لہٰذا جب پیٹ کا بھرنا۔ امراض اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہے، تو اس کا علاج یہ ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جائے اور روزہ کے اندر یہی بات ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جاتا ہے۔ جس سے بدن کی اصلاح ہوجاتی ہے اور آدمی بہت سے امراض سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۳) روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے آدمی کے اندر صبر واستقامت کی قوت پیدا ہوتی ہے (جو انسان کے لئے بڑی خوبی کی چیز ہے) روزہ دار کے سامنے عمدہ اور مرغوب غذائیں ٹھنڈا اور شیریں پانی رکھا رہتا ہے؛ مگر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا؛ حالانکہ بظاہر اس کو ان چیزوں کے استعمال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے؛ لیکن اس کا ضمیر اس کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ وہ اپنے روزہ کو برباد کرکے خدا کے غضب کا مستحق بنے، ایک مہینہ کی یہ مشق وتمرین لامحالہ انسان کے اندر استقلال و استقامت کی طاقت پیدا کرے گی؛ چنانچہ ماہرین نفسیات نے اپنے علم وتجربہ کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے کہ روزہ سے زیادہ ارادوں میں پختگی اور عزائم میں پائیداری پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے؛ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص جوانوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:

"یا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فإنه له وجاء" (بخاری شریف)

ترجمہ: "اے جوانو! تم میں سے جس کے اندر استطاعت ہو وہ ضرور نکاح کرے؛ اس لئے کہ نکاح نگاہوں کو پست رکھنے والا اور فرج کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ اپنے اوپر روزہ کو لازم کرلے؛ اس لئے کہ روزہ اس کے لئے بندش کا کام دے گا۔"

ایک موقع پر اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:

"لكل شيء زكوة وزكوة الجسد الصوم، والصوم نصف الصبر."

ترجمہ: "ہر چیز کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔"

اس حدیث پاک میں روزہ کو نصف صبر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ انسان کے اندر تین قوتیں ہیں ایک قوت شہوانی، دوسری قوت غضبی اور تیسری قوت روحانی اور روزہ سے انسان قوت شہوانی پر غالب آجاتا ہے تو گویا اُسے نصف صبر حاصل ہوگیا۔

(۴) اسلام صرف نام ونمود کا مذہب نہیں ہے؛ بلکہ یہ دین جہاد ہے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اور جہاد کے لئے صبر واستقامت ایک لازمی چیز ہے؛ لہٰذا جو شخص اپنی ذات کے مقابلہ میں جہاد نہیں کرسکتا، وہ اپنے دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا؟ اور جس کا اپنے نفس پر قابو نہیں چلتا وہ اپنے دشمن کو کیونکر زیر کرے گا، اور جسے ایک دن کی بھوک وپیاس پر صبر نہیں ہوتا وہ گھربار چھوڑنے پر کیسے صبر کرے گا؛ اس لئے سال میں ایک ماہ کے روزے کا حکم دے کر صبر واستقامت کی تمرین کرائی جاتی ہے؛ تاکہ آدمی جہاد کے لئے تیار ہوجائے۔

(۵) روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر ومنزلت کا عرفان پیدا ہوتا ہے کیونکہ "تعرف الاشياء بأضدادها" جب تک آدمی کو بھوک وپیاس کی شدت کا احساس نہ ہو، اُسے کھانے پینے کی بھی قدر کیا ہوگی اور جب ان نعمتوں کی قدر ومنزلت کی معرفت حاصل ہوگی تو اس کا زیادہ سے زیادہ حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس طرح روزہ اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی عبادت پر آمادہ کرنے میں ایک قوی اثر رکھتا ہے؛ اسی لئے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کو غنا پر ترجیح دی؛ چنانچہ ارشاد ہے:

"عرض علي ربي ليجعل لي بطحاء مكة ذهبا قلت لا يا رب ولكن أشبع يوما وأجوع يوما فإذا جعت تضرعت إليك وذكرتك وإذا شبعت

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

"شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ۔" (ترمذی)

ترجمہ:"مجھ پر میرے رب نے یہ بات پیش کی کہ میرے لئے بطحاء مکہ سونا بنادیا جائے تو میں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے اس کی ضرورت نہیں؛ میں تو ایک دن آسودہ شکم رہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا۔ جس دن بھوکا رہوں گا آپ سے تضرع کروں گا اور آپ کو یاد رکھوں گا اور جس دن آسودہ رہوں گا آپ کا شکر اور حمد کروں گا۔"

(۶) پھر روزہ کی وجہ سے جب آدمی بھوک و پیاس کی شدت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے اندر غرباء ومساکین کی تکلیف کا احساس بیدار ہوجاتا ہے؛ کیونکہ نازونعمت میں پلا ہوا جس نے بھوک وپیاس کی تکلیف کبھی برداشت نہ کی ہو۔ اُسے بھوکوں، پیاسوں کی حالت زار اور اذیت کا کیا علم ہوگا؛ لیکن روزہ کی وجہ سے جب اُسے بھوک کی اذیت کا ذاتی تجربہ ہوتا ہے تو پھر اس کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوگا، کہ غریبوں اور ناداروں کی امداد واعانت کرکے انھیں اس تکلیف و اذیت سے بچائے؛ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب اموالِ فئی کی وجہ سے آپ کی تنگدستی دور ہوگئی تھی، اس زمانہ میں آپ نے روزوں کی تعداد میں زیادتی فرمادی تھی۔ اور جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ "روزہ اس لئے رکھتا ہوں؛ تاکہ غریبوں کو بھول نہ جاؤں۔"

(۷) اور ان سب مصالح کے علاوہ سب سے اہم بات جو روزہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کردینا ہے اور یہ تسلیم اور خودسپردگی ہر عبادت کا حاصل اور خلاصہ ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔" (البقرہ)

ترجمہ:"ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں، اے ہمارے رب اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

"اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔"

ترجمہ:"یقیناً میری نماز اور میری دیگر عبادتیں اور میری حیات اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے۔"

اور یہ تسلیم ورضا روزہ کے ذریعہ یوں حاصل ہوتی ہے کہ روزہ دار کے سامنے اس کی مرغوبات موجود ہیں، جن کے استعمال پر وہ قدرت بھی رکھتا ہے اور ان کے استعمال کی اُسے شدید خواہش بھی ہوتی ہے؛ لیکن وہ محض اللہ کی رضا کے لئے انھیں ہاتھ نہیں لگاتا اور ان کے استعمال سے رُکا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو بطور خاص اپنی جانب منسوب فرمایا ہے:

"کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ طَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ وَیَدَعُ شَرَابَہٗ مِنْ اَجْلِیْ وَیَدَعُ لَذَّتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ وَیَدَعُ زَوْجَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ۔" (ابن خزیمہ)

ترجمہ: انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے؛ البتہ روزہ یہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ میرے لئے اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے، میرے لئے اپنا پینا چھوڑ دیتا ہے، میرے لئے اپنی لذت چھوڑ دیتا ہے اور میرے لئے اپنی بیوی کو چھوڑ دیتا ہے۔"

روزہ کی مشروعیت سے مقصود انسان کو تنگی اور دشواری میں مبتلا کرنا نہیں ہے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ روزہ کی فرضیت کے بعد اس حکمت کو بیان کرتے ہیں۔

"یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔" (البقرۃ)

ترجمہ:"اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا ہے تم پر دشواری۔"

بلکہ روزہ سے مقصود روحانیت کو قوی کرنا، ارادہ میں استحکام پیدا کرنا اور صبر ورضا کا خوگر بنانا جسم کو امراض سے بچانا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی انسان کے دل میں قدرومنزلت پیدا کرنا ہے۔

روزہ اور ہمارا طرزِ عمل:

رمضان المبارک کا روزہ جن مقاصد حسنہ کی تحصیل کے لئے فرض کیا گیا تھا، ہمارے سلف صالحین نے روزہ کے آداب وواجبات کی رعایت کرکے ان مقاصد کو پورے طور پر حاصل کیا۔ وہ حضرات دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات بھر ذکروفکر اور نماز وتلاوت میں مشغول رہتے تھے اور رمضان المبارک کے ایک ایک لمحہ کو اللہ کی عبادت میں گذارتے تھے، وہ اپنی زبانوں کو بیہودہ گوئی سے بند رکھتے تھے اور کانوں کو لغو اور فحش باتوں کے سننے سے محفوظ رکھتے تھے، ان کی آنکھیں حرام چیزوں کی طرف قطعاً نہیں اٹھتی تھیں۔ اس طرح اُن کے تمام اعضاء روزہ سے رہتے تھے؛ لیکن آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اس مبارک مہینہ کو بھی دیگر مہینوں کی طرح ضائع کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اس لئے فرض کیا تھا کہ اس کے ذریعہ روح و قلب کو فائدہ پہنچے؛ مگر ہم نے روزہ کو پیٹ اور معدہ کو پُر کرنے کا مہینہ بنالیا۔ اللہ نے اُسے حلم وصبر کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا تھا؛ مگر ہم نے اُسے غیظ و غضب اور غم وغصہ کا مہینہ بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے سکینت ووقار کا مہینہ بنایا تھا؛ مگر ہم نے اُسے گالی گلوج اور لڑائی جھگڑے کا مہینہ بنالیا، اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اس لئے فرض کیا تھا کہ ہماری عادتوں میں تبدیلی آئے؛ مگر ہم نے سوائے کھانوں کے اوقات میں تبدیلی پیدا کرنے کے کچھ نہیں کیا۔ ☆☆

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نسب کے لحاظ سے دیگر ازواج مطہراتؓ میں سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔

چنانچہ آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

سیدہ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی ابن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب ابن فہر ابن مالک ابن النضر ابن کنانہ۔

والدہ کی طرف سے فاطمہ بنت زائدہ بنت جندب، بن حجر، ابن معیص ابن عامر بن لوئی آپ کی والدہ محترمہ لوئی ابن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں، آپ کے والد محترم اپنے قبیلے میں اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے، ہر شخص انہیں عزت واحترام سے دیکھتا تھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی۔ عبداللہ بن قصی کے حلیف بنے، تھوڑے عرصہ بعد فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، جنہیں اسلام کی خاتون اول ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نہایت پاک دامن اور عفت مآب خاتون تھیں، اس لئے طاہرہ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں، آپ کے دو نکاح ہوئے۔

پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا، جن سے ہند اور ہالہ دو اولادیں ہوئیں، دوسرا نکاح عتیق ابن عابد المخزومی سے ہوا، جن سے ایک بیٹی ہند پیدا ہوئیں۔

رحمت عالم ﷺ سے نکاح:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمدہ اخلاق بہترین عادات واطوار کی وجہ سے ''الصادق الامین'' کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت خدیجہ کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ آپ کے والد محترم ''حرب الفجار'' نامی لڑائی میں قتل ہوئے۔ نیز آپ کے یکے بعد دیگرے دو نکاح ہوئے لیکن دونوں کا انتقال ہو گیا، تو آپ کا پیشہ تجارت متاثر ہوا۔ آپ مختلف لوگوں کو تجارت کا نگران بنا کر بھیجتیں اور یوں اپنا تجارتی ذوق برقرار رکھا۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک نامی اور شہرت سے متاثر ہو کر آپ نے اپنے تجارتی قافلہ لے جانے کی پیش کش کی اور طے کیا کہ جو معاوضہ میں دوسرے حضرات کو دیا کرتی ہوں، اس سے دگنا آپ کو دوں گی۔ چنانچہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا جناب ابوطالب سے مشاورت کے بعد قبول فرمایا اور آپ حضرت خدیجہؓ کے غلام ''میسرہ'' کی معیت میں شام تشریف لے گئے اور کامیاب تجارت کے ساتھ واپس لوٹے۔ حضرت خدیجہؓ نے میسرہ سے حالات معلوم کیے اور بچشم خود بھی ملاحظہ فرمایا، کہ جب گرمی میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو آپ کے سر پر بادل سایہ کرتے ہوئے نظر آتے، آپ نے تمام حالات اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بیان کئے جو قدیم کتب کے عالم تھے۔ اس پر ورقہ نے کہا:

''اے خدیجہ! اگر یہ حالات و واقعات صحیح ہیں تو پھر یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس امت میں ایک نبی آنے والا ہے، جن کا ہمیں انتظار ہے اور ان کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔''

(عیون الآثار، ج: اول، ص: ۱۲۰)

چنانچہ ان حالات کو دیکھ اور سن کر آپ کو شوق ہوا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا جائے تو سیدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔ جسے آپ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمالیا، جب کہ انہیں مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے نکاح کے پیغام بھجوائے اور آپ نے مسترد کر دیے، کیونکہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ آپ نے امت مسلمہ کی خاتون اول اور اُم المومنین ہونے کا شرف حاصل کرنا ہے۔ وقت مقررہ پر جناب ابوطالب عمائدین کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ۵۰۰ دراہم حق المہر مقرر ہوا، مشہور روایات کے مطابق سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی، جبکہ حضرت خدیجہ ۴۰ سال کی تھیں اور جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا:

اما بعد! فان محمداً ممن لا یوزن بهٖ فتی من قریش الا رجح بهٖ شرفاً و نبلاً وفضلاً وعقلاً وان کان فی المال قل فانه ظل زائل وعاریة مسترجعة وله فی خدیجة بنت خویلد رغبة ولها فیه

مثل ذالک.

(روض الانف، ج:۱، ص:۱۲۲)

ترجمہ:''امابعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں کہ قریش کا کوئی نوجوان بھی شرف ورفعت اور عقل وفضیلت میں آپ کے ساتھ تولا جائے تو آپ ہی بھاری رہیں گے۔اگرچہ آپ مال کے لحاظ سے کم ہیں، لیکن مال ایک زائل ہونے والا سایہ ہے اور ایک عاریت ہے جو واپس کی جانے والی ہے۔یہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ نکاح کی طرف مائل ہیں اور اسی طرح خدیجہ آپ کی طرف مائل ہے۔''

ان کلمات سے پہلے جناب ابوطالب نے جو کلمات کہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں،انہوں نے خطبہ نکاح میں فرمایا:

''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس نے ہمیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل نور کے اصل اور مضر کے عنصر سے پیدا فرمایا اور ہمارے لئے ایسا گھر مقرر کیا، جس کا قصد کر کے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور اس کی چاردیواری کو امن والا بنایا اور ہمیں اپنے گھر کا امین اور محافظ مقرر کیا، پھر ہمیں اور لوگوں پر حاکم بنایا۔''

جناب ابوطالب کے خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل نے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچازاد بھائی تھے بحیثیت ولی کے کچھ کلمات کہے...جب ورقہ بات کر کے فارغ ہوئے تو جناب ابوطالب نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ عمرو ابن اسد سیدہ خدیجہؓ کے چچا اس کی توثیق کردیں تو انہوں نے کہا:

''اے قریش گواہ رہو کہ میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نکاح میں دے دیا۔''

اس ایجاب وقبول کے ہوتے ہی سرداران قریش نے ابوطالب اور دیگر عمائدین بنو ہاشم کو مبارک باد دی اور یوں نکاح کی تقریب تکمیل پذیر ہوئی۔سیدہ خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آتے ہی اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کردیا اور اپنا سارا مال واسباب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کردیا اور یوں آپ کو فکر معاش سے نجات مل گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے صاحبزادہ ابراہیم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ آپ کو دل وجان سے چاہتی تھیں اور جب بھی کوئی مشکل پیش آئی، تو انہوں نے بہترین مشیر کی حیثیت سے آپ کو حوصلہ دیا۔ جوں جوں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کے قریب آرہی تھی، تو آپ کے لئے خلوت اور تنہائی محبوب بنادی گئی ۔ آپ غار حرا میں جاکر خلوت فرماتے۔(فتح الباری،ج:۳،ص:۳۱۱)

آپ غار حرا میں جاکر اعتکاف فرماتے اور کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے،اور وہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرتے،یعنی ذکر الٰہی،مراقبہ، تفکر وتدبر آپ کی عبادت تھی۔

بعثت نبوی:

جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور آپ کو سلام کیا۔اور فرمایا''اقرأ''پڑھئے۔آپ نے جواب میں فرمایا کہ:''ما انا بقاری''کہ میں نہیں پڑھ سکتا۔اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس شدت سے دبایا کہ اس کی مشقت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس کے بعد چھوڑ دیا اور فرمایا: ''اقرأ'' پڑھئے۔آپ نے پھر وہی جواب دیا:''ما انا بقاری''فرشتہ نے آپ کو شدت کے ساتھ دبایا اور چھوڑ دیا اور پھر کہا:''اقرأ''آپ نے وہی جواب دیا،فرشتہ نے تیسری دفعہ دبایا اور چھوڑ دیا اور فرمایا:''اقرأ باسم ربک الذی خلق'' یعنی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں۔اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور آپ کے جسم پر کپکپی طاری تھی۔گھر میں داخل ہوتے ہی فرمایا: ''زملونی زملونی''مجھے کپڑا اوڑھاؤ تو خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کو کپڑا اوڑھا کر سلادیا، جب آپ بیدار ہوئے تو سیدہ سے تمام واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ:''خشیت علیٰ نفسی''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے،تو سیدہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: آپ کو بشارت ہو:''لایخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل و تعین علی نوائب الحق''اللہ پاک آپ کو کبھی بھی رسوانہیں کریں گے،کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ناداروں کی خبرگیری کرتے ہیں۔حق بجانب امور میں آپ ہمیشہ معین و مددگار رہتے ہیں۔نیز فرمایا کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں...امین ہیں... مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق سیدہ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہؓ کی جان ہے،میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔''

(سیرت ابن ہشام،ج:۱،ص:۱۸۱)

اس واقعہ کے بعد سیدہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں جو آپ کے چچازاد بھائی اور تورات وانجیل کے بڑے عالم تھے اور عیسائی مذہب قبول کرچکے تھے۔ان سے کہا:''اے میرے چچازاد بھائی!ذرا اپنے بھتیجے کا حال ان کی زبان سے

سنئے۔ ورقہ نے کہا کہ اے بھتیجے کیا دیکھا ذرا بتلایئے۔ ورقہ نے جب آپ کی گفتگو سنی تو سن کر فرمایا: ''ھذا الناموس الذی ینزل علی موسیٰ''

یہ وہ فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آتا رہا، کاش! میں قوی اور توانا ہوتا جب تمہاری قوم تمہیں تمہارے وطن سے نکالے گی۔ (تو تمہاری امداد کرتا) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''او مخرجی'' (کیا مجھے نکال دیا جائے گا؟) اس پر ورقہ نے کہا: کہ جو شخص بھی نبی اور رسول ہو کر اللہ کا کلام اور اس کا پیغام لے کر آیا، لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو پر زور آپ کی امداد کروں گا، لیکن کچھ عرصہ بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ ابو میسرہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا:

''آپ کو بشارت ہو میں گواہی دیتا ہوں آپ وہی نبی ہیں، جن کی سیدنا مسیح ابن مریم (علیہا السلام) نے بشارت دی ہے اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں اور عنقریب آپ کو اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم ملے گا، ایک اور روایت میں ہے کہ ورقہ نے چلتے وقت آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔'' (عیون الاثر، ص:۸۷، ج:۱)

قبول اسلام:

اس واقعہ سے قبل آپ نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بارہا سن رکھا تھا کہ آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ نیز خرق عادات چیزیں دیکھ کر آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی تھی۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں آپ خواتین میں سے پہلی ہیں۔

ابن اثیر فرماتے ہیں: ''سیدہ خدیجہؓ تمام مسلمانوں کے اجماع کی رو سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے میں سب سے اول ہیں اور آپ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ ہی کوئی عورت۔'' (اسد الغابہ، ج:۷، ص:۷۸)

جب مشرکین مکہ آپ کو ایذا پہنچاتے تو سیدہ آپ کی غمگساری کرتیں اور تسلی دیتیں۔

شعب ابی طالب میں:

جب آپ کی تبلیغ سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو قریش کے تمام قبائل نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ کے ذریعہ ''شعب ابی طالب'' نامی گھاٹی میں آپ کو محصور کر دیا۔ تمام بنو ہاشم نے آپ کا ساتھ دیا، سوائے ابولہب کے، وہ مخالف کیمپ میں رہا۔ سیدہ بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں تمام بنی ہاشم کے ساتھ محصور رہیں۔ آپ تین سال تک شعب ابی طالب میں محاصرہ میں رہے۔ یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طلح نامی درخت کے پتے کھا کر گزارا کیا گیا، تاہم اس زمانہ میں سیدہ کی وجہ سے کبھی کبھار کھانے کی کچھ اشیاء پہنچ جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنے غلام کے ساتھ غلہ لے کر جا رہے تھے کہ ابوجہل نے دیکھ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لئے غلہ لے کر جاتے ہو۔ میں تمہیں ہرگز نہ لے جانے دوں گا اور سب میں تم کو رسوا کروں گا۔ اتفاق سے ابوالبختری سامنے آ گیا۔ واقعہ معلوم کر کے ابوجہل سے کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کے لئے غلہ بھیجتا ہے، تم اس میں کیوں رکاوٹ بنتے ہو؟ ابوجہل کو غصہ آ گیا اور وہ سخت سست کہنے لگا، اس پر ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی ابوجہل کے سر پر دے ماری۔ اس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت امیر حمزہؓ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ (ابن ہشام، ج:۱، ص:۳۵۳)

تین سال انتہائی تکلیف سے گزرے بالآخر قریش کے باہمی اختلاف کی وجہ سے تین سال کی مسلسل مصیبت کا خاتمہ ہوا۔ ۱۰/ نبوی یعنی ہجرت سے تین سال قبل اس قید سے نجات ملی۔

سیّدہ کی وفات:

شعب ابی طالب کی تکلیف دہ قید سے سیّدہ کی صحت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ بالآخر نکاح کے پچیس سال بعد رمضان المبارک میں ہجرت سے تین سال قبل رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئیں۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت مشروع نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبر میں اتارا، حجون آپ کا مدفن ہے۔ (اسد الغابہ، ص:۴۳۰)

فضائل ومناقب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ مریم بنت عمران۔ آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (استیعاب، ص:۷۴۰)

☆...... ازواج مطہرات میں سے حضور جتنی تعریف خدیجہؓ کی کرتے اتنی کسی کی نہ کرتے۔ (اصابہ، ص:۵۶۱)

☆...... ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: حق تعالیٰ شانہ سیدہ خدیجہؓ کو سلام کہتے ہیں۔ یہ سن کر سیدہ نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ شانہ خود سلام ہیں اور جبرئیل پر سلام ہو اور آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔
(نسائی حدیث:۸۳۰۷، عمل الیوم واللیلۃ)

☆...... جبرئیل علیہ السلام رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ سیدہ تشریف لائیں، رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے فرمایا کہ: یہ خدیجہ ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا، انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہئے۔ (المعجم الکبیر، ص:۱۵، ج:۲۳)

یہ ایسی فضیلت ہے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں۔ ☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی ودعوتی اسفار

لیہ و مظفر گڑھ (قاضی عبدالخالق) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوک اعظم لیہ کے امیر مولانا مفتی محمد یاسین مدظلہ کی دعوت پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چوک اعظم میں ۱۴/اپریل کو تشریف لائے، جہاں آپ نے ساڑھے بارہ بجے پریس کلب میں نیوز کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اسلامیان پاکستان کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کمیٹی کے چھ مطالبات فی الفور تسلیم کرے۔ بصورت دیگر مرکزی کمیٹی کے حکم پر جان تک کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ پریس کانفرنس میں مفتی محمد یاسین ربانی، جناب عبدالرؤف نفیسی، سردار اللہ نواز سرگانی و دیگر کئی ایک جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔

مولانا شجاع آبادی نے ۱۴/اپریل جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد صدیق اکبر، چوک اعظم میں ارشاد فرمایا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطبہ دیا۔ ۱۵/اپریل صبح کی نماز کے بعد جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید مظفر گڑھ کے طلبہ اور اساتذہ کرام سے خطاب فرمایا اور طلبا کو چناب نگر کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ جس میں ۱۵ طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ قاسمیہ کے بانی مولانا عبدالمجید فاروقی مدظلہ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کے جامعہ میں اعدادیہ سے دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق کی تعلیم ہوتی ہے۔

جامعہ اشرفیہ مان کوٹ: جامعہ کے بانی حضرت مولانا محمد اشرف شادؒ ہمارے حضرت بہلویؒ کے داماد، ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے تھے۔ ''امام الصرف والنحو'' مشہور تھے۔ صرف کے اصول وضوابط دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم مولانا منظور الحقؒ سے پڑھے۔ صیغوں کا اجراؤ تمرین میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ہزار ہا علما و مدرسین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے اور صرف ونحو کے قابل ترین استاذ بن گئے۔

ان کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد احمد انور مدظلہ نے مدرسہ کی باگ ڈور سنبھالی تو آپ نے ''الولد سر لابیہ'' کے مصداق والد کے قائم کردہ مدرسہ کو چار چاند لگادیے۔ مسجد، مدرسہ، مدرسہ کی چار دیواری، خوبصورت مین گیٹ تعمیر کرائے۔

تعلیمی طور پر بھی مدرسہ کو جامعہ تک لے گئے، جہاں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ میں گیارہ سے پونے بارہ بجے تک بیان ہوا۔ عنوان تھا: ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے طلبا و علما کرام کی ذمہ داری'' الحمدللہ! پندرہ ساتھیوں نے چناب نگر ختم نبوت کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

دارالعلوم کبیر والا: امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید، دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا عبدالخالقؒ نے دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے بڑے بڑے علماء کرام نے سند فضیلت حاصل کی۔ ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ایک عرصہ تک یہاں تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم بھی یہاں فیوض وبرکات لٹاتے رہے۔

حضرت مولانا عبدالخالقؒ کے بعد مولانا منظور الحقؒ مہتمم بنے۔ ان کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ مولانا مفتی محمد انورؒ، مولانا مفتی عبدالقادرؒ جامعہ کے مہتمم رہے۔ اس وقت حضرت مولانا ارشاد احمد مدظلہ جامعہ کا اہتمام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔

۱۵/اپریل ظہر کی نماز کے بعد جامعہ میں راقم کا بیان ہوا، جس میں کثیر تعداد میں طلبا نے کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔ الحمدللہ! مدارس عربیہ کے پروگرام مکمل ہوئے، اگلا مرحلہ کورس کا ہے، اللہ پاک زیادہ سے زیادہ طلبا کرام کو شرکت کی توفیق نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

لاہور (مولانا محمد خالد عابد) **جامع مسجد ابوبکر صدیق ایچوگل میں خطاب:** ۱۶/اپریل بعد نماز مغرب جامع مسجد ابوبکر صدیق ایچوگل میں جلسۂ سیرت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا خالد محمود شادی پورہ لاہور نے کی۔ ایچوگل بارڈر کا قریبی ایریا ہے۔ آر بی آر نہر کراس کرکے مسجد و مدرسہ واقع ہے۔ راقم خالد عابد نے مختصر خطاب کیا۔ شادی پورہ مدرسہ کے ایک طالب

علم نے خوبصورت انداز میں نعت پیش کی۔ آخری خطاب استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ آپ نے معراج النبی کے عنوان پر معلوماتی اور مبرہن خطاب فرمایا۔ ۱۰۲ طلبا وطالبات نے ششماہی امتحان دیا، جس میں چوبیس طلبا وطالبات کو نقدی کے علاوہ رومال بندھوایا گیا اور طالبات کو چادر اوڑھائی گئی۔ انعامات مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا خالد محمود، قاری محمد خلیل کے ہاتھوں دلوائے گئے۔

مولانا خالد محمود شادی پورہ: متحرک اور فعال عالم دین ہیں، آپ شادی پورہ لاہور میں بنین وبنات کے مدارس چلا رہے ہیں۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی پورہ یونٹ کے کرتا دھرتا ہیں سال میں کئی ایک پروگرام منعقد کراتے ہیں۔ مذکورہ بالا گاؤں میں منعقدہ جلسہ بھی آپ ہی کا مرہون منت ہے اور جامع مسجد ابوبکر صدیق میں واقع مدرسہ بھی آپ ہی چلا رہے ہیں۔ مولانا قاری سعید احمد آپ کے رفقاء میں سے ہیں ہر سال چناب نگر کانفرنس میں بطور ورکر کام کو اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ اللہ پاک ان حضرات کی ساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت علماء کنونشن لاہور: ۷؍اپریل صبح ۱۰ تا ۱۲ بجے جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں علماء کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں ایک سو سے زائد علماء کرام نے شرکت کی، مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ مولانا نے تحریک تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں آج تک ہونے والی صورت احوال سے سامعین کو آگاہ کیا۔

مولانا نے فرمایا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم فروری کو اسلام آباد کے ڈریم لینڈ ہوٹل میں ''آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت'' کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی تجویز پر مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے کی۔ کانفرنس نے حکومت کو ایک ماہ کی ڈیڈ لائن دی اور مولانا فضل الرحمن کی سرکردگی میں پندرہ رکنی کمیٹی مقرر کی گئی جو حکمرانوں سے ملاقات کر کے مطالبات پیش کرے گی۔

چنانچہ مولانا فضل الرحمن نے خیبر پختونخوا میں کسی ڈیم کے افتتاح کے موقع پر وزیر اعظم سے ملاقات کی۔ مولانا نے تحریک کے مطالبات وزیر اعظم کو پیش کئے۔ وزیر اعظم نے یقین دہانی کرائی کہ: ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس نہیں کئے جائیں۔ ڈوالمیال کا کیس عدالت میں ہے۔ قائد اعظم یونیورسٹی سے ملحقہ فزکس کے شعبہ کے نام سے آپ دستبردار ہو جائیں۔ مولانا کا اصرار تھا کہ نوٹیفکیشن واپس لیا جائے، لیکن وزیر اعظم بضد رہے۔

اس سلسلہ میں مولانا فضل الرحمن مدظلہ نے کمیٹی کا اجلاس بلایا، جس میں تحریک تحفظ ناموس رسالت کے احیاء کا اعلان کیا گیا اور چھ رکنی کمیٹی مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی سرکردگی میں بنائی جس میں مولانا کے علاوہ مولانا علامہ ساجد میر، مولانا ابوالخیر محمد زبیر، جناب سراج الحق، علامہ ساجد نقوی، جناب راجہ ظفر الحق۔

راجہ صاحب وزیر اعظم سے وقت لیں گے اور کمیٹی ملاقات کرے گی۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے فرمایا کہ علماء کرام اسٹریٹ پاور کو متحرک رکھیں اور جمعۃ المبارک کے خطاب میں تحریک کے مطالبات کو دہراتے رہیں۔ کنونشن کی غرض وغایت مجلس لاہور کے ناظم اعلیٰ قاری علیم الدین شاکر نے بیان کی، جبکہ مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالشکور حقانی اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام مولانا محمد قاسم گجر نے پیش کیا، الحمدللہ! کنونشن بھرپور رہا۔ تمام مبلغین حضرات اس کے مطابق آل پارٹیز ناموس رسالت کنونشن منعقد کریں۔ پروفیسر عبدالسلام قادیانی سے متعلق پینافلیکس مساجد میں چسپاں کریں۔ اپنے اپنے علاقوں سے وزیر اعظم، صدر مملکت، وزیر داخلہ کو خطوط بھجوائیں۔ کنونشن مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

مدرسہ اشرف العلوم خانقاہ بہلویہ شجاع آباد کا سالانہ اجتماع:

میرے پیر بھائی صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن سلمہ نے اپنے والد محترم، ہمارے حضرت بہلویؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا عزیز احمد بہلوی مدظلہ کا پیغام دیا کہ ہماری خانقاہ کا سالانہ اجتماع ۱۳، ۱۴؍اپریل کو منعقد ہو رہا ہے اور حضرت والد صاحب کا حکم ہے کہ آپ ۱۳؍اپریل مغرب کے بعد اجتماع سے ختم نبوت کے عنوان پر خطاب کریں۔ چنانچہ راقم نے اسی مناسبت سے ۱۱، ۱۲، ۱۳؍اپریل کو چھٹی رکھی تاکہ حضرت بہلویؒ کے اجتماع میں شرکت کی جاسکے۔

ہمارے حضرت بہلویؒ بہت سے مشائخ عظام حضرت مولانا محمد امیر دامانیؒ، حضرت فضل علی قریشیؒ، حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچراں، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد عمر چشمہ شریف کوئٹہ، حضرت اقدس مولانا شاہ تاج محمود امروٹیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سمیت کئی ایک مشائخ عظام سے مجاز تھے۔

آپ نے بھلی شریف جلال پور پیر والا میں خانقاہ کی بنیاد رکھی، چونکہ بھلی شریف دور دراز دیہاتی علاقہ تھا۔ احباب کے مشورہ اور اصرار پر شجاع آباد ریلوے اسٹیشن کے قریب بڑی نہر کے کنارے ۹ کنال زمین خرید کر کے مسجد، مدرسہ، خانقاہ کی بنیاد

رکھی۔ مدرسہ کا نام اپنے شیخ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نام اشرف العلوم رکھا۔ ایک عرصہ تک آپ اکیلے تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تا آنکہ آپ کے فرزند ارجمند صوفی باصفا مولانا عبدالحئی بہلوی نقشبندیؒ اور آپ کے داماد اور بھانجے مولانا عبدالحمیدؒ فارغ التحصیل ہوئے تو وہ آپ کے دست و بازو بنے، حضرت بہلویؒ نے تادم زیست تدریس کو نہیں چھوڑا، کتب تو دیگر اساتذہ کرام پڑھاتے رہے۔ حضرت نوراللہ مرقدہ شعبان، رمضان میں قرآن پاک کا دورہ تفسیر پڑھاتے اور دورۂ تفسیر میں ملک بھر کے مدارس عربیہ کے اساتذہ کرام اور منتہی طلبا کرام شریک ہوتے۔

ہزاروں بندگان خدا نے اس چشمہ فیض سے سیرابی حاصل کی۔ راقم کو ایک مرتبہ پورا دورہ تفسیر اور دوسری مرتبہ کبھی کبھی شرکت کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ حضرت والا کے دور مبارک میں سالانہ اجتماع صوفیاء کرام منعقد ہوتا۔ جس میں ہزاروں بندگان خدا شرکت فرماتے۔ حضرت والد کے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے تمام مریدین کو خطوط تحریر فرماتے اور لکھتے کہ تین دن کے لئے دال، ساگ کھانے اور زمین پر سونے کے لئے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ اکثر حضرات شیخ کے حکم پر سر کے بل تشریف لاتے۔ حضرت والا خود بھی بیان فرماتے اور ذکر و مراقبہ کراتے اور حضرت والا کے خلفاء کرام بھی، تین دن مدرسہ و خانقاہ اللہ اللہ کی آوازوں سے گونج اٹھتے۔

حضرت والا کی وفات کے بعد آپ کا حلقہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ اکثر مریدین حضرت اقدس مولانا عبدالحئیؒ کی طرف متوجہ ہوگئے، لیکن حضرت والا کا مرکز، خانقاہ اور مدرسہ حضرت کے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت مولانا عزیز احمد بہلوی مدظلہ کے پاس رہا۔ موصوف نے بھی اپنے والد محترم اور شیخ کے بعد دیپ جلائے رکھا۔ ابھی تک سنبھالے چلے آرہے ہیں۔ اللہ پاک حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کے فرزند گرامی کو اجتماع کے لئے بھرپور محنت کی توفیق دیں۔ اجتماع سے حضرت مولانا محمد عابد مدنی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ مدظلہ، جامعہ خیرالمدارس ملتان، حضرت بہلویؒ کے ایک شیخ مولانا محمد عمر چشمہ کوئٹہ کے پوتے مولانا عبدالقدوس، دیگر کئی ایک علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ راقم نے ختم نبوت کے عنوان پر گزارشات پیش کیں۔

مولانا عبدالواحد امیر مجلس بلوچستان کی یاد میں جلسہ:

(حافظ حمزہ ملوک) مولانا عبدالواحدؒ بلوچستان کے نامور عالم دین تھے۔ ان کی یاد میں ۲۰/اپریل کو جامع مسجد قندھاری بازار کوئٹہ میں ظہر کے بعد تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت آپ کے برادر کبیر مولانا نور محمد مدظلہ نے کی۔ تعزیتی جلسہ سے خطیب شہر مولانا قاری انوار الحق حقانی رکن مرکزی شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مجلس بلوچستان کے قائم مقام امیر مولانا قاری محمد عبداللہ منیر، قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا عبدالغنی، مولانا محمد یونس، مولانا محمد شفیع اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حضرت مولانا عبدالواحدؒ کو ان کی عظیم الشان خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا عبدالواحدؒ بہادر اور دبنگ عالم دین اور پشتو زبان کے عظیم خطیب تھے۔ مجمع ان کی مٹھی میں ہوتا تھا، جب چاہتے پورے مجمع کو کھڑا کردیتے اور جب چاہتے ہنسادیتے اور جب چاہتے مجمع کو رلا دیتے۔ آپ نے اہل محلہ، مسجد کے نمازیوں سے اپیل کی کہ مولانا کے فرزند گرامی مولانا مفتی محمد احمد حفظہ اللہ سے حسب سابق تعاون فرماتے رہیں۔ مولانا مرحوم کی فرزند گرامی مولانا مفتی محمد احمد کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا اور ان کی دستار بندی مذکورہ بالا علماء کرام نے کی۔

مفتی محمد احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ والد صاحب نے مجھے دو وصیتیں فرمائیں، ایک تو مسجد کا منبر و محراب نہیں چھوڑنا دوسرا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ موصوف نے استاذ العلماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو یقین دہانی کرائی کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مسجد کے محراب و منبر کو تازیست سینے سے لگائے رکھیں گے۔ جلسہ مولانا شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆☆

خانقاہ نقشبندیہ ناصریہ کا افتتاح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر پیر طریقت حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے بوسن روڈ ملتان میں خانقاہ تعمیر فرمائی۔

۲۴/اپریل کو خانقاہ کی افتتاحی تقریب تھی، جس میں حضرت والا کے علاوہ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری، حضرت مولانا زاہدالراشدی، حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت کے خلفاء اور خدام نے شرکت کی۔

حضرت والا، حضرت مولانا سید علاؤالدین شاہ صاحبؒ کے خلیفہ اور جانشین ہیں ہزاروں مسلمان آپ سے اللہ، اللہ سیکھ کر اپنے دل کی دنیا آباد کئے ہوئے ہیں اور ہزاروں سلوک کی منازل طے کررہے ہیں۔ اللہ پاک حضرت والا کو صحت وعافیت کے ساتھ تادیر سلامت باکرامت رکھیں۔

من الظلمات الی النور

سکھ مذہب سے دینِ اسلام تک

قبولِ اسلام کی ایمان افروز روئیداد

دوسری قسط

خالد محمود سابق یوئیل کندن

سابق مذہب:

میرا سابق مذہب سکھ تھا، اہل خانہ بھی گرونانک صاحب کے پیروکار تھے اور انہی کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے۔

سچے مذہب کی طرف راہنمائی کی دعا:

جب میں اسکول میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا، ہمارے اسکول میں اکثریت تو مسلمان طلبا کی تھی، چار پانچ طلبا سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے بھی تھے، اسکول میں ہمیں یہ اختیار تھا کہ اسلامیات پڑھیں یا ڈرائنگ وغیرہ۔ بہرحال ہم اسلامیات پڑھتے تھے۔ اسلامیات میں اسلام کی حقانیت اور صداقت کی طرف راہنمائی تھی، سکھ مذہب والے کہتے تھے کہ ہم سچے ہیں، جب اسلام کے متعلق کچھ باتیں کانوں میں پڑیں تو اسلام کے متعلق میرے سوچوں کے دائرے پھیلتے چلے گئے، اتنی چھوٹی عمر میں مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور احسان تھا کہ جس نے مجھے اور میرے ذہن کو اسلام کے بارے میں سوچنے پر لگادیا، ورنہ سب جانتے ہیں کہ یہ عمر غور وفکر کی نہیں ہوتی بلکہ کھیل کود کا زمانہ ہوتا ہے۔

عجیب کشمکش میں مبتلا تھا کیونکہ جب اسکول جاتا اور اسلامیات پڑھانے والے استاد محترم خوب وضاحت کے ساتھ اسلام کی حقانیت اور آفاقیت بیان کرتے، ادھر مسلمان دوست بھی کبھی کبھی بس اتنا کہہ دیتے کہ: ”تم بھی مسلمان ہوجاؤ۔“ جب گھر آتا تو سکھ مذہب کی تعلیمات سامنے ہوتیں، میں فیصلہ نہ کر پاتا کہ کون سچا اور کون جھوٹا؟ انہی سوچوں میں دن گزرتے رہے۔

آخر کار ایک دن اللہ تعالیٰ نے ذہن کا رخ بدل دیا اور سوچا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ جو مذہب تیرے ہاں سچا ہے، اس کو مجھ پر عیاں فرمادے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی کہ:

”اے اللہ! جو مذہب تیرے ہاں سچا ہے، اس کو مجھ پر واضح کرکے میری راہنمائی فرمادیں۔“

نماز کی ادائیگی دیکھ کر طبیعت پر اثر:

موسم سرما میں مسلمان طلبا ظہر کی نماز اسکول میں ہی ادا کیا کرتے تھے۔ میں اسکول میں لگے شیشم کے درختوں کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوجاتا اور ان طلبا کو دیکھتا رہتا اور خیال کرتا کہ مسلمان طلبا کتنے اچھے ہیں کہ پاک وصاف رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی نماز کے متعلق سوچتا رہتا اور ان کی عبادت پر رشک کرتا۔

گاؤں کے ایک مسلمان سے ملاقات:

اسکول ہی کے ایک ملازم محمد امیر صاحب تھے، میں نے ان سے کہا کہ علم دین رکھنے والے کسی عالم کے پاس چلتے ہیں، ان سے کچھ معلومات لیتے ہیں۔ پروگرام یہ طے ہوا کہ رات میں کسی وقت چلیں گے تاکہ اہل خانہ میں سے کسی کو معلوم نہ ہو۔ مقررہ وقت پر ہم جن صاحب کے پاس پہنچے وہ عالم دین تو نہیں تھے، ان کے پاس حاضر ہوئے۔ اسلام کے متعلق وہ اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق لاحاصل گفتگو کرتے رہے۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ پہلے گھر کے پہنے ہوئے کپڑے اتار دو اور نئے کپڑے پہنو اور اپنے گھر سے کھانا پینا چھوڑ دو پھر تم مسلمان ہوسکتے ہو، ان کے سامنے تو میں خاموش رہا، لیکن وہاں سے اٹھنے کے بعد میں نے محمد امیر صاحب سے کہا کہ کیا اسلام یہی تعلیم دیتا ہے؟ جو انہوں نے کہا وہ شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے، کوئی جواب نہ دیا پھر دوبارہ ان کے پاس نہیں گئے۔

ایک طرف میں اسلام کے متعلق معلومات میں مصروف تھا تو دوسری طرف میں نے گرونانک کی سوانح عمری کا مطالعہ شروع کررکھا تھا، اسی طرح سکھ مذہب کی اور کتابیں مثلاً ”سندر گٹکا“ اور ”جپ جی صاحب“ وغیرہ کا مطالعہ جاری تھا۔

قبول اسلام کے اسباب و وجوہات:

جن دنوں میں اسلامی معلومات کی تلاش میں تھا اور سکھ مذہب کا مطالعہ بھی جاری تھا، انہی دنوں مجھے تین خواب آئے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں میٹرک کررہا تھا۔

پہلا خواب:

ایک رات خواب آیا، کسی شخص نے نہایت ہی شفیقانہ انداز میں کہا کہ ”اھدنا الصراط المستقیم“ پڑھا کرو، یہ صرف آواز تھی، کوئی آدمی وغیرہ نظر نہیں آیا۔ یہ خواب میں نے کسی دوست وغیرہ سے ذکر نہیں کیا، لیکن ”اھدنا الصراط

"المستقیم" پڑھتا رہتا تھا، اس سے طبیعت میں اسلام کی طرف رغبت بڑھنا شروع ہوگئی۔

دوسرا خواب:

تقریباً ایک ماہ بعد مجھے دوسرا خواب یہ آیا کہ کسی غیبی آواز نے مجھے سورۂ فاتحہ مکمل پڑھائی ہے، اس دفعہ بھی کوئی انسان نظر نہیں آیا، اس خواب کے بعد میں سورۂ فاتحہ پڑھتا رہا اور یہ خواب بھی میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔

تیسرا خواب:

کچھ عرصہ بعد ایک تیسرا خواب آیا، میں نے دیکھا کہ منظر موسم گرما کا ہے، میں گھر میں اسکول سے ملا ہوا تعطیلات کا کام کررہا ہوں۔ اچانک ایک آدمی گھر میں داخل ہوتے ہیں، قدرے لمبا قد ہے، سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سفید داڑھی ہے، سفید پگڑی اور سفید کپڑا کندھے پہ ہے، نورانی چہرہ ہے۔ میں ان کے احترام کے لئے کھڑا ہوگیا، انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا اور کہا کہ بیٹا! اللہ نے تجھے کامیاب کردیا، اتنی بات کہنے کے بعد وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ یہ خواب بھی میں نے کسی سے بیان نہیں کیا، خواب بہرحال تھا تو خواب لیکن میں ان بزرگ صاحب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جب بیدار ہوا تو دل پر کافی سکون والی کیفیت تھی۔

قبول اسلام کا دوسرا سبب:

میں نے میٹرک میں سائنس کے مضامین اختیار کئے تھے۔ ایک سائنسی تجربہ کی بنیاد پر میرے ذہن میں ایک تاثر قائم ہوا۔ وہ یہ کہ سائنس ٹیچر صاحب ہمیں لیبارٹری میں سائنسی تجربے کرواتے تھے۔ اس سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ استاد جو تجربہ کراتے ہیں خود تو اس پر مطمئن ہیں، کیا ہمیں بھی اطمینان ہوا کہ نہیں؟

اگر ہم مطمئن ہوجاتے تو تجربہ درست ہے اور استاد محترم کا علم صحیح ہے۔ اسی سائنسی تجربہ کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سوچنے لگا کہ مسلمانوں کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر قرآنی تعلیمات دینا شروع کیں، خود تو اس پر یقین رکھتے تھے لیکن میں نے سوچا کہ ان کے ماننے والوں کو کیا فائدہ ہوا؟ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ اس وقت اسلامی کتابیں زیادہ دستیاب نہ تھیں، البتہ اسکول کی کتابوں میں ایک تو غزوۂ تبوک کا واقعہ پڑھ رکھا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اسی واقعہ میں آتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ایسا ہی ٹاٹ کا لباس پہنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آئے ہیں تو اس واقعے نے میرے دل پر گہرا اثر ڈالا، اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اذان نہیں دی، تو اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات کو بدل کر رکھ دیا۔

ذہن یہ سوچتا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی وجہ سے اتنا بڑا نظام کیوں کر بدل رہے ہیں؟ کوئی تو وجہ ایسی تھی جس سے ایسا ہوا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر نے دل کو اسلام کی طرف اور زیادہ مائل کردیا۔

قبول اسلام کا تیسرا سبب:

اسی طرح اسکول میں اسلامیات پڑھتے تھے، تو اس میں روزمرہ کی زندگی کے متعلق کافی راہنمائی تھی اور طبی فوائد بھی تھے، میں نے اسلامیات میں پڑھ رکھا تھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوتے تھے، ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے معمول کے مطابق کھانا کھایا اور کھانے کے بعد کام وغیرہ میں مشغول ہوگیا، غفلت سے ہاتھ آنکھوں کو لگ گیا، ہاتھ پر سالن کی باقیات اور مرچ وغیرہ لگی ہوئی تھی جس سے آنکھوں میں سخت تکلیف ہوئی، اسی وقت میں نے ہاتھ اور آنکھیں صابن سے دھولیں مگر ذہن اس بات کی طرف منتقل ہوا کہ مسلمانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھولو۔ اس سے اسلام کی حقانیت اور بھی زیادہ ذہن میں بیٹھ گئی، جب کہ سکھ مذہب میں یہ بات مذہبی طور پر پڑھی تھی نہ سنی تھی۔ ان مذکورہ ساری باتوں کے پیش نظر یہ فیصلہ کرلیا کہ ایک نہ ایک دن ضرور مسلمان ہوجانا ہے، یہ فیصلہ بھی سامنے تھا اور ساتھ یہ بات بھی ذہن میں گھومتی رہتی تھی کہ اسلام لانے کے بعد گھر والوں کے تشدد سے کیسے محفوظ رہوں گا؟ اگر تشدد ہوا تو کیا میں برداشت کرسکوں گا یا نہیں؟ دوسری بات یہ ذہن میں آتی تھی کہ گھر سے الگ ہوجاؤں اس صورت میں والدین، بہن بھائیوں سے جدا رہنا مشکل محسوس ہوتا تھا۔ یہ مشکلات بھی سامنے تھیں اور یہ بات بھی سامنے تھی کہ نہ جانے کب موت آجائے، کہیں اسلام کے بغیر دنیا سے ناکام رخصت ہوجاؤں تو یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

ذہن اسی سوچ کے محور کے گرد چکر لگاتا رہتا تھا، وقت گزرتا گیا۔ آخرکار اپنے استاد محترم جناب ماسٹر شبیر علی صاحب سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ ہمیں اسلامیات پڑھایا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ سبق کے دوران یہ بات میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کبھی نہ کبھی مسلمان ہوجائیں گے، انہوں نے میری راہنمائی ایک جید عالم دین حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحبؒ کی طرف کی۔

چوتھا سبب:

میرے قبول اسلام کے اسباب میں خواب اور دیگر باتیں تو شامل ہیں ہی مگر ان سب باتوں سے بھی

کہیں زیادہ تقویت والی بات میرے دل ودماغ میں یہ موجود تھی کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید فرقان حمید، ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ جب سے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، اس وقت سے لے کر آج قرب قیامت تک یونہی کی یونہی محفوظ چلی آئی ہے اور ایسی محفوظ چلی آئی ہے کہ اس میں ایک زبر، زیر کا فرق قیامت تک تلاش نہیں کیا جاسکتا اور اس سے بھی کہیں عظیم الشان اور عجیب بات یہ کہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان چھوٹے، چھوٹے بچیاں اور بچے اس قرآن مجید فرقان حمید کے حافظ ہیں جبکہ اسلام کے علاوہ باقی دیگر مذاہب کی کتب نہ تو اس انداز سے محفوظ ہیں اور نہ ہی ان کے حافظ ہیں، نیز یہ کہ مذہب اسلام ایک ایسا ضابطہ ہے کہ یہ انسان کی مہد سے لے کر لحد تک راہنمائی کرتا ہے جبکہ کسی اور مذہب میں زندگی کے ہر ہر پہلو میں راہنمائی موجود نہیں۔

مولانا کے پاس قبول اسلام کے لئے حاضری:

جی ہاں! ایک دن (بروز جمعہ) والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب کے پاس گیا، اس وقت حضرت مولانا صاحب کوٹ مومن جامع مسجد گلزار مدینہ میں خطیب تھے۔ حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحبؒ ہمارے خاندان کے وہ چشم و چراغ ہیں جنہوں نے ہمارے خاندان میں سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف حاصل کیا۔ تقریباً ۱۹۷۰ء میں عالمگیر مذہب اسلام جیسی عظیم الشان نعمت سے مالا مال ہوئے اور خاندان کے نوجوانوں کے لئے رات کے اندھیرے میں چراغ کا کام کیا۔ کم از کم اہل خانہ کو تو یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ یہی ایک مقدس مطہر راستہ ہے جو اس پاکیزہ اور معطر چمن و گلستان کی طرف لے جاتا ہے جس کی ہر چیز کو دوام و قرار حاصل ہے، جس کے روح پرور اور تسکین بخش میوہ جات کو کسی نے دیکھا ہے، نہ کھایا ہے۔

یہ گلستان ان سعادت مندوں کے لئے ہے جو قرآن میں حق تعالیٰ جل مجدہ کے عالی فرمان: ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ کو اپنے قلب وزبان کی زینت بنائے ہوئے ہیں، لہٰذا ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک ماہ یاد نہیں، تقریباً بارہ بجے حضرت مولانا محمد عمر فاروق صاحب کے دست مبارک پر ان عظیم الشان کلمات ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کو اپنی زبان سے پڑھا اور جہالت وکفر کی تاریکی سے مردہ اور بے نور دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور غایت درجہ کی عنایت سے ایسا نور ایمانی بخشا جس کی قیمت زمین وآسمان اور تمام موجودات نہیں ہوسکتی (فللہ الحمد)۔ یہ وہی عظیم الشان کلمات ہیں جن کے متعلق نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمہ ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساتوں زمین اور آسمان رکھ دیئے تو کلمہ والا پلڑا جھک جائے گا۔ یہ مقدس کلمات جب میرے قلب وزبان کی زینت بنے تو دل کی کیفیت بدل گئی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ کی ذات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی گرویدگی ہوئی کہ میں اس کیفیت کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتا۔

اس کیفیت عظمیٰ کا سوز وگداز اور لطیف جوہر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات طیبہ میں بدرجہ اتم موجود ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اس کیفیت ایمانی پر شاہد عدل ہے اور یہ امر محتاج اظہار نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خزانہ حیات میں ایمانی کیفیات اس افزونی اور کثرت سے موجود ہیں کہ صدیوں بعد آنے والا انسان ان کو پڑھ کر ان کی ضوبار تابش سے چمک اٹھے، ان کے آتش کدہ ایمانی کیفیات سے مسلسل بلند ہونے والے شعلے افسردہ دل میں ایک آگ لگائے چلے جارہے ہیں، ان کی ایمانی کیفیات کا سماں پڑھنے والے کے دل ودماغ کو متاثر کرتا ہے گویا کہ ”از دل خیزد بر دل ریزد“ کی کامیاب شرح نظروں کو خیرہ کررہی ہے۔ چنانچہ ابن ابی قحافہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، قبیلہ کے سردار ہونے کے باوجود لوگوں نے اظہار ایمان پر مار مار کر زخمی کردیا لیکن ایمانی کیفیات تکالیف کی سخت اور سنگلاخ زمینوں کو روندتی چلی جارہی تھیں اور ان کا اشہب فکر کسی سخت سے سخت رکاوٹ سے نہیں رکتا تھا۔ موقع میسر آنے پر والدہ محترمہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کئے بغیر یہ ایمانی کیفیت اور لذت چین نہیں لینے دے رہی تھی ان ساری باتوں کے محرک وہ کلمات مقدسہ کلمہ: ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا اقرار بنے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ساری زندگی ایمان افروز واقعات سے لبریز ہے۔

(جاری ہے)

اوصاف نبوت

سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب ونسب، اخلاق وکردار، صورت وسیرت، خلوت وجلوت اور ظاہر وباطن ایسا پاک اور مقدس ومطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل ودماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص شقاوت ازلی کی وجہ سے اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے اور جحود وانکار میں مبتلا ہو کر ہدایت سے محروم رہ جائے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدتر سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی ”انسانی کمزوری“ کی نشاندہی کرسکے۔

(انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

توہین رسالت ملزم کی حوالگی کیلئے حب میدان جنگ بن گیا: ایک ہلاک

۱۲ سالہ لڑکے کو گولی لگی، مشتعل مظاہرین اور پولیس میں جھڑپیں، تھانہ جلانے کی کوشش

شہر میں ہڑتال کراچی کا زمینی رابطہ منقطع، گستاخانہ مواد شیئر کرنے والا پرکاش کمار جیل منتقل

حب ر او تھل (نمائندگان امت ر مانیٹرنگ ڈیسک) توہین رسالت ملزم کی حوالگی کے لئے حب میدان جنگ بن گیا۔ پولیس اور مشتعل مظاہرین کے درمیان جھڑپوں کے دوران فائرنگ سے ۱۲ سالہ لڑکا جاں بحق ہوگیا۔ مظاہرین نے تھانے کی عمارت کو بھی آگ لگانے کی کوشش کی۔ پولیس نے دو درجن سے زائد افراد گرفتار کرکے مقدمات درج کرلئے ہیں۔ شہر میں ہڑتال رہی، گستاخانہ مواد شیئر کرنے والے پرکاش کمار کو جیل منتقل کردیا گیا۔

ہنگامہ آرائی کے باعث آر سی ڈی شاہراہ ۶ گھنٹے بند رہی اور سینکڑوں گاڑیاں پھنس کر رہ گئیں۔ حب ندی کے پل کو بھی بلاک کردیا گیا، جس کے باعث بلوچستان کا زمینی رابطہ کراچی سے منقطع ہوکر رہ گیا۔ تفصیلات کے مطابق حب کے علاقے لسبیلہ پولیس کی جانب سے توہین رسالت کے ملزم کو مشتعل ہجوم کے حوالے نہ کرنے پر پُرتشدد ہنگامے پھوٹ پڑے۔ ہجوم نے پولیس کے انکار کے بعد ہنگامہ آرائی کرتے ہوئے پولیس پر پتھراؤ کیا۔

حب پولیس کے مطابق ہندو کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک مقامی تاجر پرکاش کمار پر الزام ہے کہ اس نے واٹس اپ پر مبینہ توہین رسالت سے متعلق تصاویر شیئر کی تھیں۔ پولیس نے لوگوں کی شکایت پر پرکاش کمار کے خلاف توہین رسالت قانون کی دفعہ ۲۹۵سی، ۱۲۵۹ اے کے تحت ایف آئی آر درج کی، جس کے بعد ملزم کو گرفتار کرکے گڈانی سینٹرل جیل منتقل کردیا گیا۔ واقعے کے بعد حب سٹی پولیس اسٹیشن کے سامنے ایک گھنٹے سے جاری احتجاج اس وقت پُرتشدد صورت حال اختیار کرگیا، جب قانون نافذ کرنے والے ادارے کے حکام نے مظاہرین کے اس مطالبے کو مسترد کردیا کہ ملزم کو ان کے حوالے کیا جائے، جس کے بعد مظاہرین نے تھانے پر پتھراؤ کا آغاز کردیا۔ مظاہرین مطالبہ کررہے تھے کہ ملزم کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ خود اس کو سزا دے سکیں۔ حب سٹی پولیس اسٹیشن کے اہلکاروں نے مشتعل مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس پھینکی اور ہوائی فائرنگ کی، جبکہ اس دوران ۲۰ مظاہرین کو گرفتار بھی کیا گیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ مظاہرے میں شامل دیگر افراد کی گرفتاری کے لئے سرچ آپریشن کا آغاز کردیا گیا ہے۔

اطلاعات کے مطابق شہری سلیم سونگی نے سوشل میڈیا پر پرکاش کمار کی جانب سے مبینہ توہین آمیز مواد واٹس اپ گروپ میں شیئر کرنے کی شکایت کی تھی جس پر اشتعال پھیلنے کے بعد شٹر ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتال کرنے کے بعد شہریوں کی ایک بڑی تعداد حب تھانے پہنچ گئی۔ اس دوران شہر کے مختلف علاقوں میں مشتعل افراد نے کراچی، کوئٹہ شاہراہ کو احتجاجاً ٹریفک کے لئے بند کردیا اور بلوچستان کو سڑک کے ذریعے کراچی سے ملانے والی حب ندی کے پل کو بھی ہر قسم کی ٹریفک کے لئے بلاک کردیا، جس کے باعث بلوچستان کا زمینی رابطہ کراچی سے منقطع ہوکر رہ گیا، جبکہ مشتعل ہجوم نے حب شہر سے کوئٹہ کی سمت جانے والی آر سی ڈی شاہراہ کو بھی رکاوٹیں کھڑی کرکے وارہ ہوٹل کے مقام پر بند کردیا۔ پریس کلب کے سامنے بھی مظاہرہ ہوا۔ حب شہر میں کشیدہ صورتحال کے باعث لسبیلہ کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر طارق جاوید مینگل اور ایف سی بلوچستان کے کرنل اظہر محمود، سی آئی اے لسبیلہ کے ایس پی حاجی ملک عبدالستار رونجھو، بائٹ پولیس تھانہ کے ایس ایچ او عبدالجبار رونجھو، ساکران پولیس تھانہ کے ایس ایچ او حاجی گل حسن محمد حسنی اور میونسپل کارپوریشن حب کے چیئرمین رجب علی رند اور دیگر سرکردہ شخصیات حب تھانے پہنچیں، جہاں وہ مظاہرین کے نمائندوں سے مذاکرات کررہی رہے تھے کہ اس دوران مشتعل ہجوم نے پولیس پر پتھراؤ کیا جس کے نتیجے میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لسبیلہ طارق جاوید مینگل اور حب پولیس کے ڈی ایس پی محمد جان کھوسو سمیت پولیس کے دو اہلکار بھی زخمی ہوگئے۔

اس موقع پر موجود پولیس اہلکاروں نے مشتعل مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس استعمال کی اور ہوائی فائرنگ بھی کی۔ عینی شاہدین کے مطابق جھڑپوں کے دوران فائرنگ سے گڈانی بس اسٹاپ کے قریب ۱۲ سالہ قدرت اللہ گولی لگنے سے موقع پر

ہی جاں بحق ہوگیا۔ ایس پی ضیاء مندوخیل نے بی بی سی کو بتایا ہے کہ دو روز قبل ملزم کے ساتھ کسی نے مبینہ طور پر ایک توہین آمیز تصویر شیئر کی تھی، جو اس نے آگے ایک ایسے گروپ میں شیئر کردی، جس کے رکن کی درخواست پر اس کے خلاف توہین مذہب اور اشتعال انگیزی کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ ایس پی ضیاء مندوخیل کے مطابق پولیس اور ایف سی کے حکام نے مظاہرین سے ابتدا میں مذاکرات کئے اور کچھ لوگوں کو لاک اپ بھی دکھایا تاکہ انہیں یقین ہوجائے کہ ملزم تھانے میں موجود نہیں، بلکہ جیل میں ہے، لیکن مشتعل افراد منتشر نہیں ہوئے۔ ان کے مطابق بات چیت میں ناکامی کے بعد پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس پھینکی جس سے وہ مزید مشتعل ہوگئے اور دو بار تھانے پر حملے اور اسے آگ لگانے کی کوشش کی۔ پولیس افسر کا دعویٰ ہے کہ ہجوم میں شامل بعض مظاہرین کے پاس اسلحہ بھی تھا، جن کی فائرنگ سے ایک ۱۲ سالہ بچہ جاں بحق ہوا جبکہ بعض عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ فائرنگ پولیس کی جانب سے کی گئی تھی۔ واقعے کے بعد صوبہ سندھ اور بلوچستان کے درمیان تمام سڑکیں بند کردی گئیں، جبکہ حب میں ہندو کمیونٹی کی دکانوں کو تاحکم ثانی بند کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر لسبیلہ مجیب الرحمٰن قمبرانی نے کہا کہ جس نے گستاخی کی ہے، اس کو ضرور سزا ملے گی، مگر اس کی آڑ میں ہندو کمیونٹی کے افراد کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ چیئرمین میونسپل کارپوریشن حب رجب علی رند نے کہا کہ وہ تمام سیاسی پارٹیوں اور مذہبی تنظیموں کا اجلاس طلب کرکے اس مسئلے کا پرامن حل نکالیں گے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۵/مئی ۲۰۱۷ء)

موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی نئی کاوش

دارالعلوم حقانیہ
اور
ردِ قادیانیت

تحریک ختم نبوت 1953 سے 1974 اور 1986 تک مرحلہ وار تاریخ، اقتدار کے ایوانوں، قومی اسمبلی، سینٹ اور وفاقی مجلس شوریٰ میں دفاع ختم نبوت، ردقادیانیت کا فیصلہ کن معرکہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ودیگر اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کی سیاسی وآئینی جدوجہد، قومی اسمبلی وفاقی مجلس شوریٰ اور سینٹ میں طویل پارلیمانی جنگ، ملت اسلامیہ کا موقف، مولانا سمیع الحق کے سوالنامے کے جواب میں اقلیتی فیصلہ پر عالم اسلام کے جید علماء کرام کے تاثرات اور مستقبل کا لائحہ عمل، ماہنامہ 'الحق' اور قادیانیت کا تعاقب سمیت درجنوں آئینی اور قانونی مباحث، پر مشتمل اپنی طرز کی منفرد کاوش......ایک عہد کی تاریخ......

ضخامت: ۶۰۰ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے (بغیر ڈاک خرچ)

مرتبین: مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی، مولانا محمد اسرار مدنی (مدرس دارالعلوم حقانیہ)

ملنے کا پتہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ کے پی کے۔ 0333 8000098 (مولانا فہد حقانی)

خوشخبری

ارباب مدارس، شائقین کتاب اور اہل علم کیلئے ایک اعلیٰ علمی واصلاحی شاہکار
موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیر نگرانی
محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے ارشادات وافادات، خطبات ومواعظ کا گلدستہ

دعوات حق

۴ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر

اضافہ شدہ ایڈیشن جدید طباعت جدید ترتیب اور اعلیٰ کمپوزنگ کے ساتھ

قیمت: ۸۰۰ روپے

ضبط وترتیب
شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

......امتیازی خصوصیات......

☆ نئی ترتیب وتدوین
☆ جامع، مختصر اور پرمغز عنوانات
☆ اصل نسخے کے ساتھ موازنہ وتصحیح
☆ کتاب میں موجود آیات واحادیث کے مستند حوالے وتخریج
☆ سفید معیاری کاغذ اور مضبوط جلد بندی ☆ معیاری وخوبصورت کتابت وکمپوزنگ بہترین سٹنگ اعلیٰ طباعت کے ساتھ موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے بارعایت دستیاب ہے

حضرت مولانا ڈاکٹر وسیم احمد عباسیؒ کی رحلت

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر وسیم احمد عباسی ۹؍شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ بمطابق ۵؍مئی ۲۰۱۷ء شب ہفتہ، بعد نماز عشاء انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں تبلیغی جماعت کے ساتھ تعلق قائم ہوا جو تادم حیات رہا۔ عصری تعلیم پی ایچ ڈی (ڈاکٹریٹ) تک مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۵ء میں درسِ نظامی کی تعلیم شروع کی۔ ۱۴۱۰ھ میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن، حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہم اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں استاذ العلماء، مفسر قرآن حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم کے دورۂ تفسیر (منعقدہ خاتم النبیین مسجد) میں ہر سال پابندی کے ساتھ شرکت کرتے رہے اور یہ معمول تخت بیماری اور ضعف میں بھی جاری رہا۔

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہما سے اصلاحی تعلق اور شرف بیعت حاصل رہا، پھر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے بیعت ہوئے اور ایک طویل عرصہ حضرت شہیدؒ کی صحبت میں گزارا۔ حضرت شہید کی مسجد (جامع مسجد فلاح) کے محلہ میں رہائش کی بنا پر صبح و شام حضرتؒ سے استفادہ کرتے رہے، بالآخر شرفِ خلافت و اجازت بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت شہیدؒ اپنی حیات میں اپنی مسجد میں ہر منگل کو عصر کے بعد مجلس ذکر کرایا کرتے تھے، آپ کی شہادت کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر وسیم احمد عباسیؒ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی اور جب تک صحت نے ساتھ دیا، آپ بحسن وخوبی اسے نبھاتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ کے ساتھ گہرا ربط بھی رہا اور تعلیم، بیان، مشورہ، جماعتوں میں جانا، نصرت کے لئے جانا، یہ تمام معمولات پیرانہ سالی میں بھی نہ چھوٹے، آپ کے ذریعہ سے دعوت وتبلیغ کے ساتھ وابستہ کئی مقامی حضرات ہر منگل بعد نماز عشاء مجلس ذکر میں بھی شرکت کرتے رہے۔

آپ کی باقیات صالحات میں تین صاحبزادے جناب زین العابدین، جناب شمس العارفین اور مولانا عبداللہ عباسی ہیں جن کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (حلقہ فلاح مسجد) کے لئے بڑی قربانیاں، محنتیں اور کاوشیں ہیں۔

آپ کی نماز جنازہ اگلے روز بعد نماز ظہر جامع مسجد فلاح نصیر آباد، بلاک ۱۴، فیڈرل بی ایریا میں آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)، حافظ محمد سعید لدھیانوی، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی (صاحبزادگان حضرت لدھیانوی شہیدؒ)، مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا محمد الیاس لدھیانوی، قاری محمد عثمان، قاری رمضان، مفتی شاہ الرحمٰن، سیّد انوار الحسن اور کارکنان ختم نبوت، علماء، طلباء، صلحا اور اہل محلہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

مولانا قاری محمد طیب حنفی کو صدمہ

جامعہ حنفیہ بورے والا کے بانی و مہتمم، نامور دینی اسکالر حضرت مولانا قاری محمد طیب حنفی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ ۳؍مئی کو انتقال فرماگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی پوتی، مولانا محمد شریف جالندھریؒ (مدفون مکہ مکرمہ) کی بیٹی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

مرحومہ خود بھی عالمہ، فاضلہ اور قاریہ تھیں، تین بیٹے عالم فاضل، تین بیٹیاں عالمہ فاضلہ ہیں۔

یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ دادا، والد، بھائی، شوہر، بیٹے، بیٹیاں علماء کرام ہوں۔ یہ اعزاز کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ مرحومہ اس لحاظ سے بہت خوش نصیب تھیں۔ ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں گزاری۔ بورے والا اور مضافات کی ہزاروں بچیاں اور خواتین ان کی شاگرد ہیں، ہزاروں بچیوں کی دینی تربیت کرکے انہیں بلکہ ان کے خاندانوں کو سدھارا، ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ و قرأ اور علاقہ کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ گورنمنٹ ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ سے پہلے مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مولانا محمد حنیف جالندھری نے مرحومہ کو خراج تحسین پیش کیا اور نماز جنازہ کی امامت بھی مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے کرائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں جنازہ میں شرکت کی۔ وفد میں مولانا عبدالستار گورمانی، حافظ محمد انس اور راقم (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) شامل تھے۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۳۶)

حافظ عبید اللہ

اور خدا کے غضب کی تلوار مرزا قادیانی پر چل گئی

مرزا قادیانی نے اپنے چند مرید اس وقت کے افغانستان کے امیر حبیب اللہ مرحوم کے پاس بھیجے اور اسے اپنی جعلی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، امیر نے مرزا کے ان مریدوں کو سنگسار کر دیا (کیونکہ وہ مرتد تھے)، مرزا نے سنگسار ہونے والے اپنے ایک مرید کا ذکر کرتے ہوئے اسے اپنی سچائی کا نشان نمبر 158 لکھا اور یہ الفاظ لکھے:

''شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کیے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کا شکار ہو گئے۔''

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 364)

جولائی 1907ء میں مرزا قادیانی کو اس کے خدا نے بیچ بیچ ایک سچا الہام کیا جو کہ یہ تھا:

''ہیضے کی آمدن ہونے والی ہے۔''

(تذکرہ، صفحہ 614، چوتھا ایڈیشن)

اس الہام کے مطابق مئی 1908ء میں وہ گھڑی آپہنچی جب مرزا پر اللہ کے غضب کی تلوار یعنی ہیضہ نے اپنی پوری قوت یعنی قے اور دستوں کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ اسے بچنے کا موقع نہ دیا، مرزا قادیانی کے سسر یعنی نصرت جہاں بیگم کے والد میر ناصر نواب کے مطابق مرزا قادیانی نے اس سے جو آخری الفاظ کہے وہ یہ تھے:

''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' (حیات ناصر، مصنف شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی، صفحہ 14)

مرزا قادیانی نے اپنی بیماری کے بارے میں بالکل صحیح تشخیص کی تھی کیونکہ وہ خود علم طب میں خاصی دسترس رکھتا تھا، چنانچہ اس کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، صفحہ 40)

ہیضہ کے بارے میں مرزا قادیانی کا دست راست اور جماعت مرزائیہ کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین لکھتا ہے:

''یہ ایک متعدی مرض ہے جو وبا کے طور پر پھیلا کرتا ہے اس میں کثرت سے قے اور دست آ کر مریض نڈھال ہو جاتا ہے۔''

(بیاض نور الدین مکمل، حصہ دوم، صفحات 406، 407)

اور مرزا قادیانی کے آخری وقت کا جو نقشہ اس کے بیٹے نے کھینچا ہے اس میں دستوں اور قے دونوں کا ایک ساتھ آنا لکھا ہے یہاں تک کہ اس کی بیوی کے بقول یہ لمحہ آپہنچا:

''اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا (یعنی عارضی لیٹرین بنوا دی گئی یا کوئی برتن وغیرہ رکھوا دیا گیا۔ ناقل) اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، روایت نمبر 12 صفحات 10، 11)

مرزا کا خود علم طب میں دسترس رکھنا اور ہیضے کی تمام علامات کا پایا جانا یہ سب چیزیں سامنے رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی اپنی یہ تشخیص ٹھیک معلوم ہوتی ہے کہ ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' لیکن نہ جانے جماعت مرزائیہ اپنے مسیح اور اپنے نبی کی اس بات کو ماننے کے لئے کیوں تیار نہیں؟ شاید انہیں مرزا قادیانی کی وہ دعا معلوم ہے جو اس نے ''مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ'' کے عنوان سے ایک اشتہار کی صورت میں شائع کی تھی اور اس میں یہ لکھا تھا کہ مرزا قادیانی اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور ہلاک بھی عام موت سے نہیں بلکہ طاعون یا ہیضہ وغیرہ کسی بیماری سے ہو۔ (تفصیل کے لئے: مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحات 705، 706)

اور مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں بمرض ہیضہ اس دنیا سے چلا گیا جبکہ مولانا اس کے بعد سالوں تک زندہ رہے،

1947ء میں تقسیم ہند کے وقت آپ امرتسر سے پاکستان آگئے اور 15 / مارچ 1948ء کو سرگودھا میں آپ کی وفات ہوئی۔

مرزا قادیانی کی زندگی کے آخری ایام میں زبان بھی بند ہوگئی تھی اور گویائی نے جواب دے دیا تھا، چنانچہ مرزا نے اپنی زندگی کی آخری تحریر جو لکھی وہ مندرجہ ذیل ہے جو اس کے مریدوں نے بمشکل پڑھی کیونکہ قلم پھسل گیا تھا:

"تکلیف یہ ہے کہ آواز نہیں نکلتی۔ دوائی پلائی جائے۔" (سیرۃ المہدی، جلد 2، تحت صفحہ 415، مرزا کا آخری سفر لاہور، از قلم عبدالرحمن قادیانی)

مرزا قادیانی کا خدا کون؟

آپ نے مرزا قادیانی کی تحریروں میں بار بار اس کے اس خدا کا ذکر پڑھا جو اس پر الہام کیا کرتا تھا، ہم نے بھی بار بار "مرزا قادیانی کے خدا" کے الفاظ سے اس کا ذکر کیا، آیئے دیکھتے ہیں مرزا قادیانی کا خدا کون ہے؟:

"میں جانتا ہوں وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔" (سراج منیر، رخ 12، صفحہ 64)

"وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اُس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ مَیں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔" (تجلیات الٰہیہ، رخ 20، صفحہ 396)

"تمثیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔" (توضیح مرام، رخ 3، صفحہ 90)

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔" (کتاب البریہ، رخ 13، صفحہ 103)

واضح رہے کہ یہاں مرزا نے "کشف" کا ذکر کیا ہے "خواب" کا نہیں، اور کشف کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ:

"کشف کیا ہے اسی بیداری کے ساتھ کسی اور عالم کا مداخل ہو جاتا ہے اس میں حواس کے معطل ہونے کی ضرورت نہیں، دنیا کی بیداری بھی ہوتی ہے اور عالم غیوبیت بھی ہوتا ہے یعنی حالت بیداری ہوتی ہے اور اسرار بھی نظر آتے ہیں۔" (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 261)

مرزا کے "کشف" سے یاد آیا، مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی یار محمد نے ایک ٹریکٹ "اسلامی قربانی" کے نام سے لکھا جو جنوری 1920ء میں ریاض ہند پریس امرتسر سے شائع ہوا، اس میں اس نے مرزا قادیانی اور اس کے خدا کے تعلق کو یوں بیان کیا (نقل کفر، کفر نہ باشد):

"حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ ایک عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔" (اسلامی قربانی ٹریکٹ، مولفہ قاضی یار محمد مرزائی، صفحہ 12)

مرزا قادیانی نے اپنے اسی خدا کا اپنے اوپر ہونے والا ایک الہام یوں لکھا "انت منی بمنزلة بروزی" اور اس کا اردو ترجمہ مرزا نے یوں کیا:

"تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہو گا۔" (ریویو آف ریلجنز، جلد 5، نمبر 4، بابت ماہ اپریل 1906ء، صفحہ 162)

تو یہ تھا مرزا قادیانی کے خدا کا تعارف، نیز مرزا قادیانی نے اپنے اس خدا کے مختلف نام بھی بتائے ہیں، مرزا کے بقول سنہ 1900ء میں اسے اس کے اس خدا نے اپنا نام یہ بتایا تھا:

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **یلاش** خدا کا ہی نام ہے۔" (تذکرہ، صفحہ 310، طبع چہارم / تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 203)

سنہ 1902ء میں مرزا کا خدا (مرزا کے بقول) اس سے یوں مخاطب ہوا:

"انی انا الصاعقة" میں ہی **صاعقہ** ہوں۔" (تذکرہ، صفحہ 367، طبع چہارم)

مرزا کا ایک مرید مفتی محمد صادق لکھتا ہے کہ مرزا نے اسے بتایا کہ:

"کالو اور کالا یہ دراصل عربی الفاظ ہیں اس کے معنے ہیں نگاہ رکھنے والا یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔" (ذکر حبیب، صفحہ 230)

مرزا قادیانی اور انگریزی (صلیبی) حکومت کی چاپلوسی

دوستو! ناممکن ہے کہ اللہ کا سچا نبی کسی کافر شخص یا حکومت کی چاپلوسی کرے، لیکن قادیانی نبی اور مسیح موعود نے اتنی تعریف وتمجید اللہ تعالیٰ کی بیان نہیں کی جتنی ملکہ وکٹوریہ اور انگریزی صلیبی حکومت کی بیان کی، چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

"......سو اُس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب

ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہورہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہوسکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔‘‘

(تحفہ قیصریہ،رخ12،صفحات283،284)

ظاہر ہے مرزا قادیانی کے ’’اعلیٰ مقاصد‘‘ کسی اسلامی حکومت میں کیسے پورے ہوسکتے تھے؟ وہاں تو اس کا انجام وہی ہوتا جو مسیلمہ کذاب اور دوسرے جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ہوا تھا۔

مرزا قادیانی نے ’’تحفۂ قیصریہ‘‘ نامی اپنا یہ رسالہ ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں بھیجا تھا لیکن ملکہ کی طرف سے اُسے کوئی شکریہ کا خط موصول نہ ہوا تو اس کا گلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’......مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔‘‘ (ستارۂ قیصرہ،رخ15،صفحہ 112)

اور پھر مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کے لئے یہ دعا کی:

’’...میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔‘‘

(ستارۂ قیصرہ،رخ15،صفحہ 114)

صلیبیوں کی اس ملکہ کا قصیدہ پڑھتے ہوئے ایک جگہ یوں لکھا:

’’اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کررہا ہے۔‘‘

(ستارۂ قیصرہ،رخ15،صفحہ 119)

اور اگلے صفحہ پر یوں مدح سرائی کی:

’’اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔‘‘

(ستارۂ قیصرہ،رخ15،صفحہ 120)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

فیصل

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزا کا کیسر مرکب

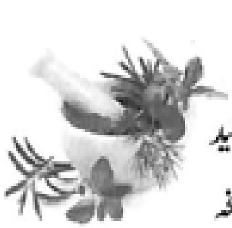

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران، جائفل، ناگرموتھ، مغز بندق، آرو خرما، جوہر آہن
مصطگی، جلوتری، بیج، مغز بنولہ، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دار چینی، اکر، لاچی خورد، بیج کا کنج، تخم فرنجمشک
ورق طلاء، لونگ، بامیں، لاچی کلاں، بیخ عشق پیچہ
ورق نقرہ، گوند کیکر، چڑ موسے، زنجبیل، ماجو
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کی بوٹی، بہمن سفید، گوند کتیرہ

33 اجزاء

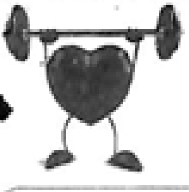

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

معجون تسکین دل

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب بہی، آب لیمن، شہد خالص، بہمن سفید، عود ہندی
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، مغز تربوز
گل ڈھی، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS ستارہ لائنز 6 ڈی گراؤنڈ سپلائز کالونی فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.